احمدی نوجوانوں کیلئے

اگست 2006ء

مدیر
منصور احمد نورالدین

K-2

دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی K-2

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

محترم صدر صاحب کا پیغام
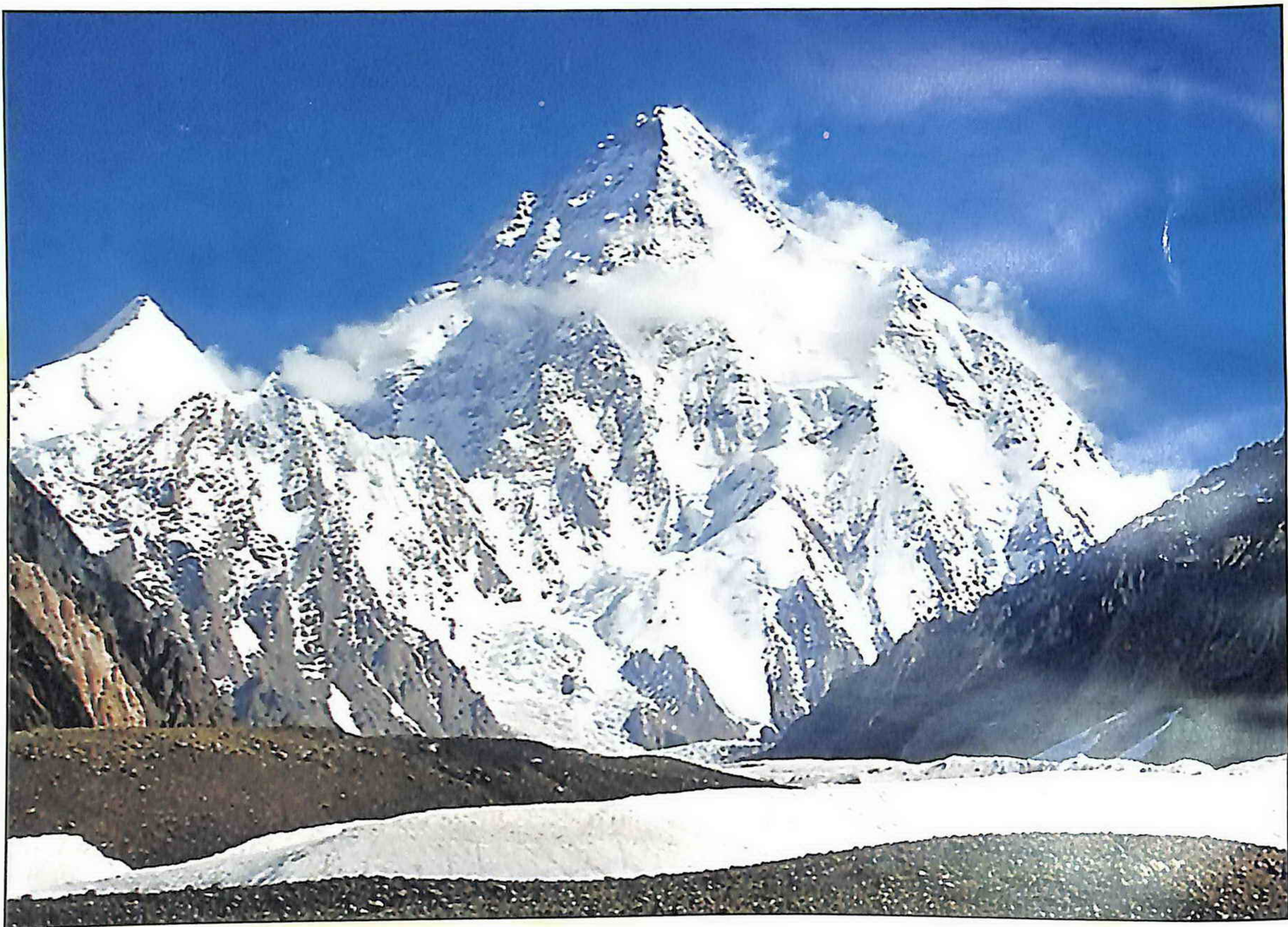
پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 21 مئی 2004ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

''یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے''۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 1 تا 7 جون 2004ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے اور ہم ہر آن خدا کے فضلوں کے مورد بنتے رہیں۔ آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ

خالد

monthlykhalid52@yahoo.com

اگست 2006ء
ظہور 1385 ہش

جلد 53
شمارہ نمبر 8

مدیر
منصور احمد نور الدین

مجلس ادارت
لئیق احمد ناصر چوہدری، طارق حیات
وقار احمد، سید عطاء الواحد رضوی

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی قیمت ۱۰ روپے ...... سالانہ ۱۰۰

Ph: +92 47 6212349 - 6215415 - 6212685 Fax: +92 47 6213091

جنت نظیر معاشرہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت گھبرا گئے اور جب اسی گھبراہٹ کے عالم میں گھر میں داخل ہوئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

”کَلَّا وَاللّٰہِ مَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا
اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَ
تَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَ
تُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ“.

ترجمہ: خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کو اٹھاتے ہیں۔ جو خوبیاں معدوم ہو چکی ہیں ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور ضروریاتِ حقہ میں امداد کرتے ہیں۔

(بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی)

اس روایت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت رسول کریم کے پانچ اخلاق بیان فرمائے ہیں جو بے اختیار اس وقت آپ کی زبان سے جاری ہوئے جبکہ آپ شدید

گھبرائے ہوئے گھر میں داخل ہوئے تھے۔ یہ وہ بنیادی اخلاق ہیں جو کسی بھی معاشرے کے لئے بڑی بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے درج ذیل خوبیاں بیان فرمائیں۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلہ رحمی کرتے ہیں۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمزوروں کو اٹھاتے ہیں۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو خوبیاں معدوم ہو چکی ہیں ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان نوازی کرتے ہیں۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضروریاتِ حقہ میں امداد کرتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے یہ تمام باتیں گنوا کر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) میں چونکہ یہ تمام بنیادی اخلاق موجود ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا۔

آج جب ہم معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں جو نفسا نفسی ہے، بدامنی ہے، لوٹ کھسوٹ ہے، بد اعتمادی کی فضا ہے، پریشانی ہے، قتل و غارت گری ہے یہ سب اس وجہ سے ہے کہ معاشرے میں ان تمام اخلاق کا فقدان ہے۔

ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم ہر ممکن کوشش کر کے ان خوبیوں کو اپنانے کی کوشش کریں تا اپنے ماحول کو جنت نظیر بنا سکیں۔ آمین
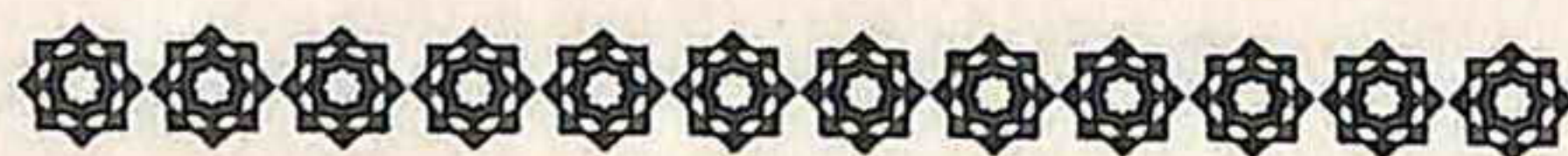
نورٌ علی نور

اللہ جلشانہ فرماتے ہیں:-

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو اور نہ مغربی۔ اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ ازخود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نورٌ علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے''۔

(سورۃ النور آیت 36، ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

''خدا آسمان و زمین کا نور ہے یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ اَرواح میں ہے خواہ اَجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے۔ خواہ خارجی۔ اُسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ربّ العالمین کا فیضِ عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے''۔

(براھین احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۷۷ حاشیہ)

پھر ایک جگہ فرمایا ''خدا ہی ہے جو ہر دم آسمان کا نور اور زمین کا نور ہے۔ اس سے ہر ایک جگہ روشنی پڑتی ہے۔ آفتاب کا وہی آفتاب ہے۔ زمین کے تمام جانداروں کی وہی جان ہے۔ سچا زندہ خدا وہی ہے۔ مبارک وہ جو اس کو قبول کرے''۔

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۲۰۴ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود جلد ۳ صفحہ ۴۵۴)
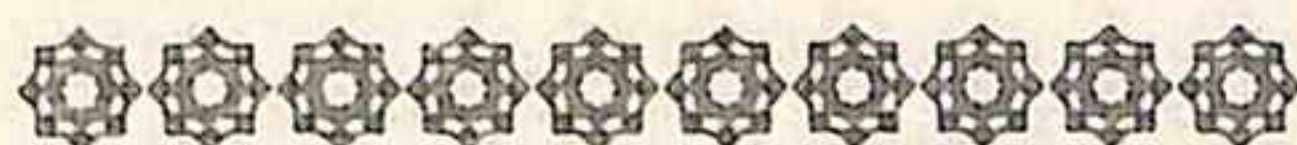
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کا آغاز فرماتے تو یہ دعا کیا کرتے تھے:۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا، وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا، وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا، وَعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا، وَعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا، وَفَوْقِیْ نُوْرًا، وتَحْتِیْ نُوْرًا، وَأَمَامِیْ نُوْرًا، وَخَلْفِیْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا."

یعنی اے اللہ! میرے دل میں نور رکھ دے، میری بصارت و بصیرت میں نور رکھ دے، میری سماعت میں نور رکھ دے، میرے دائیں بھی نور رکھ دے اور میرے بائیں بھی نور رکھ دے، اور میرے اوپر بھی نور ہو اور میرے نیچے بھی نور ہو اور میرے آگے بھی نور رکھ دے اور میرے پیچھے بھی نور رکھ دے اور میرے لئے نور ہی نور ہو۔

(بخاری۔ کِتَاب الدَّعْوَات۔ باب الدُّعاء إِذَا انتبه بِاللَّیل)
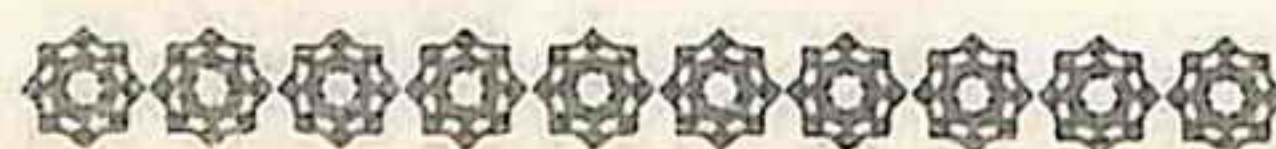
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاک منظوم کلام در مدح سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اِک دُوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الورٰی یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اِک نظر ہے بدرالدجی یہی ہے

وُہ یارِ لامکانی، وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہ نُما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وُہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیب و اَمیں ہے اُس کی ثناء یہی ہے

آنکھ اس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عینُ الضیاء یہی ہے

اُس نُور پر فدا ہُوں اُس کا ہی مَیں ہُوا ہُوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہُوں بس فیصلہ یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خُدایا
وہ جِس نے حق دِکھایا وہ مہ لِقا یہی ہے

(درِثمین)

"ھر خادم و طفل سو فیصد سچ بولنے والا ھو جائے"

مشعل راہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ یو کے۔ کے اختتامی خطاب میں فرمایا:۔

ہر احمدی کو، جھوٹ سے بچنا ہے

''پھر جھوٹ ہے یہ اتنا عام ہوگیا ہے کہ باتیں کرتے ہوئے بعض لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ جھوٹ کیا ہے اور سچ کیا ہے۔ اور اس جھوٹ کی بیماری اتنی عام ہوگئی ہے کہ نوجوانوں اور بچوں کو اب ایک خاص مہم کے تحت اس سے بچانا ضروری ہوگیا ہے۔ جب مذاق میں بھی آپ ایک دوسرے کے ساتھ غلط بیانی کرتے ہیں تو وہ جھوٹ ہی ہے۔ کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں اس بارہ میں۔ لیکن سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے مذاق کیا ہے۔ مذاق میں بعض دفعہ بعض دوسرے لوگوں کو غلط قسم کے فون کردیتے ہیں، بعض ای میل بھیج دیتے ہیں اور بعض دفعہ ایسی حرکتوں سے لوگوں کو پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ جانی نقصان بھی ہوجاتا ہے۔ لیکن بعض ایسے عادی ہوجاتے ہیں ان چیزوں میں اور اتنا اس کو انجوائے کر رہے ہوتے ہیں کہ ان کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ وہ کیسے خطرناک کام کر رہے ہیں، کیسے کیسے خطرناک کھیل کھیل رہے ہیں۔ پھر بعض لوگ اپنی جان بچانے کے لئے یا یہ کہنا چاہیے اس کا مطلب، محاورۃً میں نے کہا ہے۔ چھوٹی سی ناراضگی سے بچنے کے لئے جھوٹ بول جاتے ہیں، غلط بیانی کر جاتے ہیں۔ آج کل جو بعض نوجوانوں میں جب میاں بیوی کے جھگڑے ہوں اس وقت یہ عام بیماری ہے، غلط بیانی سے کام کرنا۔ حالانکہ اگر ہر وقت یہ ذہن میں رکھیں کہ جھوٹ بولنا غلط بات ہے اور گناہ ہے۔ اور غلط بات کہنا کتنا بڑا جرم ہے اور کسی کے دل میں نیکی ہے تو وہ یہ سوچ کر ہی کانپ جاتا ہے کہ اُس نے جو غلط بات کہی یا جھوٹی بات کہی ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ کتنا بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو بتوں کی پلیدی کو شرک اور جھوٹ کو اکٹھا رکھا ہے۔ تو ہر احمدی کو، چھوٹے بڑے کو اس سے بچنا چاہیے۔ اور خاص طور پر نوجوانوں کو بچوں کو بھی اس طرف خاص توجہ دے کر ایک مہم چلانی چاہیے کہ اپنے اندر سے ہلکا سا، جو جھوٹ کا شائبہ کہتے ہیں، وہ بھی نہ رکھیں باقی۔ اس کو بھی نکال کر باہر پھینک دیں اپنے اندر سے۔ ایک احمدی خادم کو، ایک احمدی طفل کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کی یہ نشانی ہو کہ وہ

جھوٹ نہیں بولتا، وہ کوئی غلط بات نہیں کہتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منافق کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہ کبھی سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ کوئی احمدی بچہ، نوجوان، مرد، عورت منافق بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے کوشش سے اس بیماری کے اثر کو دور کریں۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں ایسی ہیں جس میں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں اس میں سے ایک بات بھی پائی جائے تو اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے۔

پہلی بات یہ کہ جب وہ گفتگو کرتا ہے تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے۔ یعنی جھوٹی بات کرتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ جب معاہدہ کرتا ہے تو غداری کا مرتکب ہوتا ہے۔ معاہدے ہوتے ہیں ان کو پورا نہیں کرتے تو یہ غداری ہے۔ اس سے بھی نفاق پیدا ہوتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وعدے ہو رہے ہوتے ہیں ان کو پورا نہیں کرتے۔ لین دین کے معاملات میں وعدے ہو رہے ہوتے ہیں ان کو پورا نہیں کرتے۔

چوتھی بات یہ کہ جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ سے کام لیتا ہے۔ تو یہ باتیں جو بیان کی گئی ہیں ان میں سب سے اوپر جھوٹ بولنا ہے اور بھی جو باقی باتیں ہیں وہ بھی ایک طرح سے جھوٹ سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ تو بہت سے احمدی ہیں، خدام میں ہیں کاروبار کرتے ہیں خدام میں سے بہت سے لوگ۔ تو یاد رکھیں کہ کاروباروں میں برکت اللہ تعالیٰ نے دینی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے برکت دینی ہے تو پھر آپ کی کسی ہوشیاری یا چالاکی سے آپ کے کاروبار میں ترقی نہیں ہونی۔ اس کا کوئی دخل نہیں ہونا اس میں۔ اس لئے ہر وقت محنت سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے رہیں۔ محنت کریں اور دعا سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے رہیں۔ سچائی پر رہتے ہوئے کاروبار کریں، معاہدوں کی پابندی کریں تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق برکت عطا فرمائے گا۔

وعدوں کو پورا نہ کرنا بھی جھوٹ ہے

پھر وعدہ ہے دوسری چیز وعدہ ہے۔ وعدوں کو پورا نہ کرنا بھی جھوٹ ہے۔ کوئی بھی وعدہ کریں، کسی سے بھی کریں اس کو پورا کرنا چاہیے۔ اب مثلاً اطفال ہیں، چھوٹی عمر کے خدام ہیں۔ سکولوں کالجوں میں پڑھتے ہیں۔ اکثر وعدہ کرنے کے معاملات سے ان کا بھی واسطہ رہتا ہے تعلق رہتا ہے۔ وعدہ کرتے رہتے ہیں ایک دوسرے سے۔ کسی دوست سے، بہن بھائی سے، تو جب بھی کوئی وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں اور اگر یہ پتہ ہو کہ پورا نہیں کر سکتے تو پھر اس طرح وعدہ کریں، شرط لگا کے وعدہ کریں کہ اگر میں یہ وعدہ کرتا ہوں اس بات پہ کہ اگر اس طرح ہو گیا یا یہ کام میں نے کر دیا یا میرا

فلاں کام ہو گیا یا میری فلاں جگہ سے فلاں چیز مل گئی تو پھر میں تمہارے اس وعدے کو پورا کروں گا۔ ورنہ پھر یہ وعدہ خلافی ہو گی اور وعدہ خلافی سے پھر جھوٹ کی عادت پڑے گی۔ اور یہ بہت بری عادت ہے۔ اس طرح وہ لوگ جن کے بچے ہیں۔ اگر بچوں سے وعدہ کرتے ہیں، بہت سارے نوجوان ہیں، شادی شدہ ہیں، ان کی اولادیں ہیں، اگر بچوں سے وعدہ کرتے ہیں تو ان کو پورا کریں۔ اگر وہ بچوں سے وعدہ پورا کرتے رہیں گے تو بچوں میں کبھی وعدہ پورا نہ کرنے کی عادت نہیں پڑے گی۔ ہمیشہ جب بھی بچوں کو پتہ ہو گا کہ یہ ایک نیکی ہے، جب بھی کوئی وعدہ کریں گے اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ بچے ہی یاد رکھیں کہ ہماری آئندہ کی نسل ہیں۔ انہوں نے ہی آئندہ ہماری جماعت کی تنظیم کی باگ ڈور سنبھالنی ہے اور انہوں نے ہی جماعت کے نظام کو چلانا ہے۔ تو ان کو بچپن سے ہی اگر وعدہ پورا کرنے کی عادت نہ ڈالی گئی تو یہ آہستہ آہستہ ہر کام میں غیر سنجیدہ ہو جائیں گے۔ کوئی کام بھی ان کے نزدیک اہمیت نہیں رہے گی۔ اتنا زیادہ وعدہ پورا کرنے اور سچ بولنے کی عادت ڈالیں بچوں میں کہ بچپن سے ہی ایک احمدی بچے کا ایک خاص وصف ہو جائے۔ نظر آتا ہو کہ یہ احمدی بچہ ہے۔

ہمیشہ پاک اور صاف زبان استعمال کریں

پھر منافق کی یہ نشانی بتائی اس حدیث میں کہ جب جھگڑتے ہیں تو گالی گلوچ سے کام لیتے ہیں۔ یاد رکھیں اگر کبھی کسی سے اختلاف ہو بھی جائے تو چاہے وہ اپنا ہو یا غیر ہو زبان پر ہرگز گالی نہیں آنی چاہیے۔ ایک احمدی کی زبان ہمیشہ پاک اور صاف ہونی چاہیے کیونکہ گالی آنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اپنی بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے جس کی وجہ سے غصہ میں آ کر گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس لئے یہ گھٹیا طریق ہے جو کبھی بھی کسی احمدی کو اختیار نہیں کرنا چاہیے اور نوجوانوں کو، بچوں کو خاص طور پر جو نوجوانی کی عمر میں داخل ہو رہے ہیں اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ اور ہر احمدی خادم کو، ہر طفل کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس نے پاک زبان کا استعمال کرنا ہے۔ کبھی کسی سے کسی اختلاف کی صورت میں، کسی اونچ نیچ کی صورت میں کبھی غلط بات منہ پر نہیں لانی۔ کسی قسم کی گالی اور غلیظ بات اس کے منہ سے نہیں نکلنی چاہیے۔ اور جب اس طرح ہو جائیں گے تو یہی آپ کے سچے ہونے کی نشانی ہو گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حقیقت میں جب تک انسان جھوٹ کو ترک نہیں کرتا وہ مطہر نہیں ہو سکتا یعنی پاک نہیں ہو سکتا۔ نابکار دنیادار کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ یہ دنیاداروں کا کام ہے کہ وہ کہیں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ یہ ایک بے ہودہ گوئی ہے۔ اگر سچ سے گزارہ نہیں ہو سکتا تو پھر جھوٹ سے ہرگز گزارہ نہیں ہو سکتا۔ افسوس کہ یہ بد بخت لوگ خدا تعالیٰ کی قدر نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے بدوں گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنا معبود اور مشکل کشا جھوٹ کی نجاست کو ہی سمجھتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ

نے قرآن شریف میں جھوٹ کو بتوں کی نجاست کے ساتھ وابستہ کر کے بیان فرمایا ہے۔ یقیناً سمجھو کہ ہم ایک قدم کیا ایک سانس بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں لے سکتے۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 367)

ہر احمدی جھوٹ کے خلاف ایک مہم چلائے

پس جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جھوٹ کے خلاف آپ لوگ ایک مہم چلائیں، عمومی طور پر تمام جماعت لیکن خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ خاص طور پر اس طرف توجہ دیں۔ اور اپنی آئندہ نسلوں کی حفاظت کیلئے اس برائی کو جڑ سے اُکھیڑ دیں۔ اور ہر خادم و طفل سو فیصد سچ بولنے والا ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ ہرگز پاک نہیں ہو سکتا جو جھوٹ کو ترک نہیں کرتا۔ جو جھوٹ کو نہیں چھوڑتا اور جو پاک نہیں وہ خدا تعالیٰ کا قرب نہیں پا سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ کا قرب نہ پایا تو پھر احمدی ہونے کا یا احمدی کہلانے کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔ کوئی فائدہ ہی کوئی نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کو کس طرح پا سکتا ہے جو جھوٹ کو اپنا معبود سمجھتا ہے، جو جھوٹ کو خدا سمجھتا ہے۔ وہ تو پھر اللہ تعالیٰ کی بجائے جھوٹ کی عبادت کر رہا ہے۔ اگر ہم سو فیصد ہر معاملہ میں سچ بولنے کی عادت ڈالیں تو تمام بنیادی اخلاق ہمارے اندر خود بخود پیدا ہو جائیں گے اور ہوتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے''۔

(ماہنامہ ''خالد'' نومبر ۲۰۰۴ء)

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳۱ ر دسمبر ۲۰۰۳ء کو نیشنل تربیتی کلاس برطانیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

بنیادی چیز سچ بولنا ہے

''پھر ایک بہت بنیادی چیز ہے کہ سچ بولنا اس پر میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔ ہر احمدی کو تو کوشش کرنی چاہیے، ہر احمدی بچہ ہو بڑا ہو، ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے اور بچپن سے ہی اگر آپ یہ عادت ڈال لیں کہ آپ نے سچ بولنا ہے کسی بات میں بھی۔ مذاق میں بھی۔ کسی سے غلط بات نہیں کرنی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میری مُٹھی میں کوئی چیز ہے اور وہ ہاتھ کھولو تو کوئی چیز نہ ہو تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ اتنا بھی جھوٹ نہیں بولنا۔ تو بچپن میں ہی سچ بولنا سیکھیں پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر تم لوگ جھوٹ بولنے کی عادت چھوڑ دو تو پھر کوئی برائی تمہارے اندر پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہمیشہ سچ بولو تو ہمیشہ پھر تمہارے اندر نیکیاں ہی پیدا ہوں گی تو پھر کوئی بری بات پیدا نہیں ہوگی تمہارے دلوں میں''۔

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۱۸۰)

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞
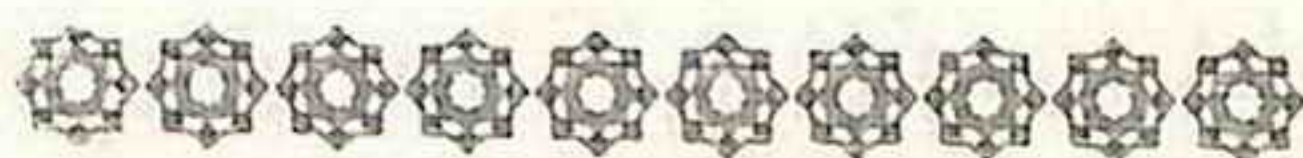
(1) خدام سے حسن سلوک

(منصور احمد نور الدین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے خدام سے پیار، محبت، حسن سلوک اور شفقت کے چند دل موہ لینے والے واقعات

حضرت مولوی نورالدین صاحب حضور علیہ السلام کے ان خدام میں سے تھے کہ جب حضور علیہ السلام نے ان کو قادیان بلالیا تو پھر اسی بستی کے ہو کے رہ گئے اور پھر تمام عمر اپنے آقا کے قدموں میں ہی رہے۔ آپ کا شمار ایسے خدام میں ہوتا تھا جن کے کان ہر وقت حضور علیہ السلام کے ارشاد کی طرف لگے رہتے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ان کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:-

''ایسا ہی ایک دفعہ اتفاق ہوا جن دنوں حضرت (......) لکھا کرتے تھے مولوی نورالدین صاحب تشریف لائے حضرت نے ایک بڑا بھاری دو ورقہ مضمون لکھا اور اس کی فصاحت و بلاغت خداداد پر حضرت کو ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چل دیئے مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی واپسی پر کہ ہنوز راستہ ہی میں تھے مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دے دیا کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں مولوی صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون گر گیا واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ گئے حضرت معمولاً اندر چلے گئے میں نے کسی سے کہا کہ آج حضرت نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھے ترجمہ بھی کرنا ہے۔ مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو رنگ فق ہو رہا ہے آپ نے نہایت بے تابی سے لوگوں کو دوڑایا کہ لیجیو، پکڑیو، لیکیو کاغذ راہ میں گر گیا۔ مولوی صاحب اپنی جگہ بڑے خجل اور حیران تھے کہ بڑی خفت کی بات ہے۔ حضرت کیا کہیں گے یہ عجیب ہوشیار آدمی ہے ایک کاغذ اور ایسا ضروری کاغذ بھی سنبھال نہیں سکا۔ حضرت کو خبر ہوئی معمولی ہشاش بشاش چہرہ تبسم ریز لب تشریف لائے اور بڑا عذر کیا کہ مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر وادو اور تگاپو کیوں کیا گیا میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر ہمیں عطا فرمادے گا۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ 24)

❀❀❀

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادموں میں سے ایک حضرت حافظ حامد علی صاحب تھے وہ عرصہ دراز تک حضرت اقدس کی خدمت میں رہے۔ وہ کہتے تھے کہ:-

''مجھے ساری عمر میں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ جھڑکا اور نہ سختی سے خطاب کیا۔ بلکہ میں بڑا

ہی سست تھا اور اکثر آپ کے ارشادات کی تعمیل میں دیر بھی کردیا کرتا تھا"۔

حضرت حافظ حامد علی صاحب کا ہی ایک واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں کچھ لفافے اور کارڈ دیئے کہ ڈاک خانہ میں ڈال آؤ۔ حضرت حافظ حامد علی صاحب کا حافظہ کچھ ایسا ہی تھا۔ پس وہ کسی اور کام میں مصروف ہوگئے اور اپنے مفوض کو بھول گئے۔ ایک ہفتہ کے بعد حضرت خلیفہ ثانی کچھ لفافے اور کارڈ لئے دوڑتے ہوئے آئے کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہیں۔ آپ نے دیکھا تو وہی خطوط تھے۔ جن میں بعض رجسٹرڈ بھی تھے اور آپ ان کے جواب کے منتظر تھے۔ حضرت حامد علی کو بلوایا اور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا ہی کہا:

"حامد علی! تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے ذرا فکر سے کام لیا کرو"۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 109)

❁❁❁
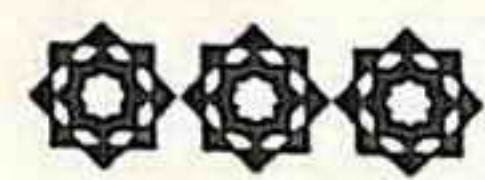
ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ کو سخت دردِ سر ہو رہا تھا اور مَیں بھی اندر آپ کے پاس بیٹھا تھا اور پاس حد سے زیادہ شور وغل برپا تھا مَیں نے عرض کیا جناب کو اس شور سے تکلیف تو نہیں ہوتی فرمایا: ہاں اگر چپ ہو جائیں تو آرام ملتا ہے مَیں ۔نے عرض کیا تو جناب کیوں حکم نہیں کرتے فرمایا آپ ان کو نرمی سے کہہ دیں مَیں تو کہہ نہیں سکتا۔ بڑی بڑی سخت بیماریوں میں الگ ایک کوٹھڑی میں پڑے ہیں اور ایسے خاموش پڑے ہیں کہ گویا مزہ میں سو رہے ہیں۔ کسی کا گلہ نہیں کہ تُو نے ہمیں کیوں نہیں پوچھا اور تو نے ہمیں پانی نہیں دیا اور تو نے ہماری خدمت نہیں کی۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ 25)

❁❁❁
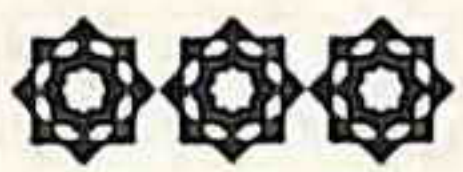
محترم مرزا اسماعیل بیگ صاحب جن کو بچپن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خادم ہونے کی عزّت حاصل ہے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑے مرزا صاحب قبلہ کے ارشاد کی تعمیل میں بعثت سے پہلے مقدمات کی پیروی کیلئے جایا کرتے تھے تو سواری کیلئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا اور میں بھی عموماً ہمرکاب ہوتا تھا لیکن جب آپ چلنے لگتے تو آپ پیدل ہی چلتے۔ مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیتے۔ میں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا کہ حضور مجھے شرم آتی ہے۔ آپ فرماتے کہ:

"کیوں؟ تمہیں گھوڑے پر سوار ہونے سے شرم آتی ہے ہم کو پیدل چلنے میں شرم نہیں آتی"۔

مرزا اسماعیل بیگ صاحب کہتے ہیں کہ جب قادیان سے چلتے تو ہمیشہ پہلے مجھے گھوڑے پر سوار کرتے جب نصف سے کم یا زیادہ راستہ طے ہو جاتا تو میں اُتر پڑتا اور آپ سوار ہو جاتے اور اسی طرح جب عدالت سے واپس ہونے لگتے تو پہلے مجھے سوار کراتے اور بعد میں آپ سوار ہوتے اور جب خود سوار ہوتے تو گھوڑا جس چال سے چلتا تو اسی چال سے چلنے دیتے ایسا ہوتا گویا کہ باگوں کا اشارہ بھی نہیں ہوا۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 361)
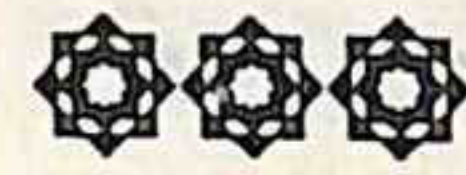
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خادموں میں ایک پیرا پہاڑیا تھا جو بالکل جاہل اور اُجڈ آدمی تھا۔ اس سے بے وقوفی کے افعال کا سرزد ہونا ایک معمولی بات ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بیماری کا دورہ ہوا۔ باوجودیکہ گرمی کا موسم تھا۔ ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ اوپر (بیت) کی چھت پر بعد نماز مغرب تشریف فرما تھے احباب فوری تدابیر میں مصروف ہو گئے۔ پیرا کو بھی خبر ہوئی وہ اس وقت مٹی گارے کا کوئی کام کر رہا تھا۔ پاؤں کیچڑ میں لت پت تھے اسی حالت میں (بیت) میں چلا آیا آگے دری تھی اور یہ قدرتی امر تھا کہ اس کی اس حالت سے پاس والوں کے کپڑے اور دری کا فرش خراب ہوتا۔ اس ہئیت کذائی سے وہ آگے بڑھا اور حضرت کو دبانے لگا۔ بعض نے اس کو کہا کہ تو کس طرح آ گیا۔ تیرے پاؤں خراب ہیں مگر اس نے کچھ بھی نہیں سنا اور حضرت کو دبانے لگا حضرت نے فرمایا:-

"اس کو کیا خبر ہے جو کرتا ہے کرنے دو۔ کچھ حرج نہیں"۔

(سیرت حضرت مسیح موعود مصنفہ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 350)
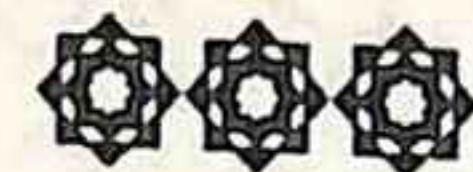
ایک عورت نے اندر سے کچھ چاول چرائے چور کا دل نہیں ہوتا اور اس لئے اس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بے تابی اور اس کا ادھر ادھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ شور پڑ گیا۔ اس کی بغل سے کوئی پندرہ سیر کی گٹھڑی چاولوں کی نکلی۔ ادھر سے ملامت ادھر سے پھٹکار ہو رہی تھی جو حضرت کسی تقریب سے ادھر آ نکلے پوچھنے پر کسی نے واقعہ کہہ سنایا۔ فرمایا محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دے دو اور فضیحت نہ کرو اور خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ 27)
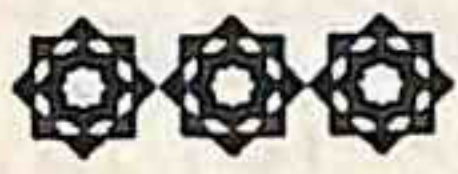
آپ کے مزاج میں وہ تواضع اور انکسار اور ہضم نفس ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں زمین پر آپ بیٹھے ہوں اور لوگ فرش پر یا اونچے بیٹھے ہوں آپ کا قلب مبارک ان باتوں کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ چار برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے، جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی اس پر لیٹ گیا حضرت ٹہل رہے تھے۔ مَیں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا آپ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اٹھے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ مَیں اوپر کیسے سوئے رہوں۔ مسکرا کر فرمایا: مَیں تو آپ کا پہرا دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ 41)

باہر (بیت) مبارک میں آپ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی ایک اجنبی آدمی آپ کو کسی خاص امتیاز کی معرفت پہچان نہیں سکتا۔ آپ ہمیشہ دائیں صف میں ایک کونے میں (بیت) کے اس طرح مجتمع ہو کر بیٹھتے ہیں جیسے کوئی فکر کے دریا میں خوب سمٹ کر تیرتا ہے مَیں جو اکثر محراب میں بیٹھتا ہوں اور اس لئے داخلی دروازہ کے عین محاذ میں ہوتا ہوں بسا اوقات ایک اجنبی جو مارے شوق کے سرزدہ اندر داخل ہوا ہے تو سیدھا میری طرف ہی آیا اور پھر خود ہی اپنی غلطی پر متنبہ ہوا ہے یا حاضرین میں سے کسی نے اسی حقدار کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ آپ کی مجلس میں احتشام اور وقار اور آزادی اور بے تکلفی دونوں ایک ہی وقت میں جمع رہتے ہیں ہر ایک خادم ایسا یقین کرتا ہے کہ آپ کو خصوصاً مجھ سے ہی پیار ہے۔ جو جو کچھ چاہتا ہے بے تکلفی سے عرض کر لیتا ہے گھنٹوں کوئی اپنی داستان شروع رکھے اور وہ کیسی ہی بے سروپا کیوں نہ ہو آپ پوری توجہ سے سنے جاتے ہیں۔ بسا اوقات حاضرین اپنی بساط قلب اور وسعت حوصلہ کے موافق سنتے سنتے اکتا گئے ہیں انگڑائیاں اور جمائیاں لینے لگ گئے ہیں مگر حضرت کی کسی حرکت نے ایک لحظہ کے لئے بھی کبھی کوئی ملال کا نشان ظاہر نہیں کیا۔ آپ کی مجلس کا یہ رنگ نہیں کہ آپ سرنگوں اور متفکر بیٹھے ہوں اور حاضرین سامنے حلقہ کئے یوں بیٹھے ہوں جیسے دیواروں کی تصویریں ہیں بلکہ وقت کے مناسب آپ تقریر کرتے ہیں اور کبھی کبھی مذاہب باطلہ کی تردید میں بڑے زور وشور سے تقریر فرماتے ہیں گویا اس وقت آپ ایک عظیم الشان لشکر پر حملہ کر رہے ہیں اور ایک اجنبی ایسا خیال کرتا ہے کہ ایک جنگ ہو رہی ہے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ 41-42)

۞۞۞
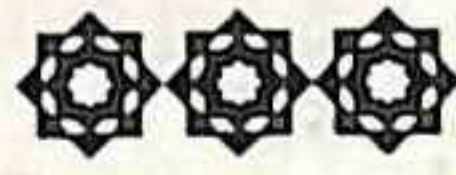
آپ اپنے خدام کو بڑے ادب اور احترام سے پکارتے ہیں اور حاضر وغائب ہر ایک کا نام ادب سے لیتے ہیں۔ مَیں نے بارہا سنا ہے اندر اپنی زوجہ محترمہ سے آپ گفتگو کر رہے ہیں اور اس اثناء میں کسی خادم کا نام زبان پر آ گیا ہے تو بڑے ادب سے لیا ہے جیسے سامنے لیا کرتے ہیں۔ کبھی تُو کر کے کسی کو خطاب نہیں کرتے تحریروں میں جیسا آپ کا عام رویہ ہے ''حضرت اخویم مولوی صاحب'' اور ''اخویم حبی فی اللہ مولوی صاحب'' اسی طرح تقریر میں بھی فرماتے ہیں ''حضرت مولوی صاحب یوں فرماتے تھے''، مَیں نے اکثر فقراء اور پیروں کو دیکھا ہے وہ عار سمجھتے ہیں اور اپنے قدر کی کاہش خیال کرتے ہیں اگر مرید کو عزت سے یاد کریں۔ کیسر شاہ ایک رند بے باک فقیر تھا اس کا بیٹا کوئی ۲۴ یا ۲۵ برس کی عمر کا تھا سخت بے باک شراب خوار اور تمام قسم کی منہیات کا مرتکب تھا وہ سیالکوٹ میں آیا۔ شیخ اللہ داد صاحب مرحوم محافظ دفتر جو شہر میں معزز اور اپنی ظاہری وجاہت کے سبب سے مانے ہوئے تھے بد قسمتی اور علم دین سے بے خبر ہونے کے سبب سے اس کے باپ کے مرید تھے۔ وہ لڑکا آپ کے مکان

میں اترا میں نے خود دیکھا کہ وہ شیخ صاحب سے جب مخاطب ہوتا ان ہی لفظوں میں ہوتا "اللہ دادا پھائی توں ایہ کم کرناں" غرض بڑے بڑے شیخ اور پیر دیکھے گئے ہیں انہیں ادب اور احترام سے اپنے متوسلین کے نام لینا گویا بڑی بدکاری کا ارتکاب کرنا ہوتا ہے۔ میں نے اتنے دراز عرصہ میں کبھی نہیں سنا کہ آپ کی مجلس میں کسی ایک کو بھی تُو کر کے پکارا ہو یا خطاب کیا ہو۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی صفحہ 44-43)

❁❁❁
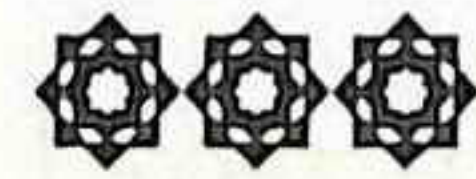
حضور علیہ السلام کے خدام میں سے ایک حضرت میر حامد علی شاہ صاحب سیالکوٹی بھی تھے وہ خود اپنی ذات کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:-

"ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے حضور مرحوم و مغفور کی خدمت میں قادیان میں کچھ عرصہ قیام کے بعد رخصت حاصل کرنے کے واسطے عرض کیا۔ حضور اندر تشریف رکھتے تھے اور چونکہ حضور کی رأفت و رحمت بے پایاں نے خادموں کو اندر بھجوانے کا موقع دے رکھا تھا اس واسطے اس عاجز نے اجازت طلبی کے واسطے پیغام بھجوایا۔ حضور نے فرمایا کہ:

'وہ ٹھہریں، ہم ابھی باہر آتے ہیں'

یہ سن کر میں بیرونی میدان میں گول کمرہ کے ساتھ کی مشرقی گلی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور باقی احباب بھی یہ سن کر کہ حضور باہر تشریف لاتے ہیں پروانوں کی طرح اِدھر اُدھر سے اس شمع اَنوارِ الٰہی پر جمع ہونے کے لئے آ گئے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا مولانا نورالدین صاحب بھی تشریف لے آئے اور احباب کی جماعت اکٹھی ہوئی۔ ہم سب کچھ دیر انتظار میں خم بر سرِ راہ رہے کہ حضور کے ہاتھ میں دودھ کا بھرا ہوا لوٹا ہے اور گلاس شاید حضرت میاں صاحب کے ہاتھ میں ہے اور مصری رومال میں ہے۔ حضور گول کمرہ کی مشرقی گلی سے برآمد ہوتے ہی فرماتے ہیں کہ شاہ صاحب کہاں ہیں؟ میں سامنے حاضر تھا فی الفور آگے بڑھا اور عرض کیا حضور حاضر ہوں۔ حضور کھڑے ہو گئے اور مجھ کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں اسی وقت زمین پر بیٹھ گیا۔ گلاس میں دودھ ڈالا گیا اور مصری ملائی گئی۔ مجھے اس وقت یہ یاد نہیں رہا کہ حضرت محمود نے میرے ہاتھ میں گلاس دودھ بھرا دیا یا خود حضور نے (میں اس واقعہ کو دیکھنے والا ہوں خود حضرت نے گلاس اپنے ہاتھ سے دیا اور میری آنکھ اب تک اس موثر نظارے کو دیکھتی ہے گویا وہ بڑا گلاس حضرت کے ہاتھ سے میر صاحب کو دیا جا رہا ہے۔ ایڈیٹر) مگر یہ ضرور ہے کہ حضرت محمود اس کرم فرمائی میں شریک تھے۔ (صورت یہ تھی کہ حضرت نے مصری گھول کر لوٹے میں ڈالی اور اس کو ہلایا اور گلاس میں دودھ ڈال کر اچھی طرح سے ہلایا۔ پھر حضرت گلاس میں ڈالتے اور گلاس حضرت محمود کے ہاتھ میں ہوتا۔ پھر حضرت گلاس لے کر میر صاحب کو دیتے۔ بعض دوستوں نے خود یہ کام کرنا چاہا مگر حضرت نے فرمایا: نہیں نہیں کچھ حرج نہیں۔ ایڈیٹر) میں نے جب وہ گلاس

پی لیا تو پھر دوسرا گلاس پُر کر کے عنایت فرمایا گیا۔ میں نے وہ بھی پی لیا۔ گلاس بڑا تھا میرا پیٹ بھر گیا۔ پھر اسی طرح تیسرا گلاس بھرا گیا میں نے بہت شرمگیں ہو کر عرض کیا کہ حضور اب تو پیٹ بھر گیا ہے فرمایا ایک اور پی لو۔ میں نے وہ تیسرا گلاس بھی پی لیا۔ پھر حضور نے اپنی جیب خاص سے چھوٹی چھوٹی بسکٹیں نکالیں اور فرمایا کہ جیب میں ڈال لو راستہ میں اگر بھوگ لگی تو یہ کھانا۔ میں نے وہ جیب میں ڈال لیں۔ حضرت محمود لوٹا اور گلاس لے کر اندر تشریف لے گئے اور حضور نے فرمایا کہ چلو آپ کو چھوڑ آئیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اب میں سوار ہو جاتا ہوں۔ اور چلا جاؤں گا۔ حضور تکلیف نہ فرمائیں مگر اللہ رے کرم ورحم کہ حضور مجھ کو ساتھ لے کر روانہ ہو پڑے۔

باقی احباب جو موجود تھے ساتھ ہو لئے اور یہ پاک مجمع اسی طرح اپنے آقا مسیح موعود کی محبت میں اس عاجز کے ہمراہ روانہ ہوا۔ حضور حسب عادت مختلف تقاریر فرماتے ہوئے آگے آگے چلتے رہے یہاں تک کہ بہت دور نکل گئے۔ تقریر فرماتے تھے اور آگے بڑھتے جاتے تھا۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا ومولانا مولوی نورالدین صاحب نے قریب آ کر مجھے کان میں فرمایا کہ

آگے ہو کر عرض کرو اور رخصت لو جب تک تم اجازت نہ مانگو گے حضور آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔

میں حسبِ ارشادِ والا آگے بڑھا اور عرض کیا کہ حضور اب میں سوار ہوتا ہوں حضور تشریف لے جائیں۔

اللہ اللہ! کس لطف سے اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اچھا ہمارے سامنے سوار ہو جاؤ۔

میں یکہ پر بیٹھ گیا اور سلام عرض کیا تو پھر حضور واپس ہوئے۔

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 136 تا 139)

❁❁❁

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں:-

"مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ غالباً 1897ء یا 1898ء کا واقعہ ہوگا۔ مجھے حضرت صاحب نے (بیت) مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا۔ کہ آپ بیٹھئے میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپؑ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ مگر چند منٹ کے بعد جبکہ کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھایئے میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے۔ کہ جب حضرت ہمارے مقتداء۔ پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہئے۔"

(ذکر حبیب، حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 327)

❁❁❁❁❁

سینمابینی کی بدعادت

(مرسلہ: مکرم مختار احمد صاحب مربی سلسلہ ہزارہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت کو سینما بینی کی بدعادت سے بچنے کی نصیحت کرتے ہوئے ۲۹/اگست ۱۹۵۸ء

کے خطبہ جمعہ میں اس کے ہولناک اثرات پر تاریخی نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

''اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنوں کو ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے مومنوں تم شیطان کے قدموں کے پیچھے مت چلو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گانا بجانا اور باجے وغیرہ یہ سب شیطان کے ذرائع ہیں جن سے وہ لوگوں کو بہکاتا ہے۔ پس عیاشی کے تمام سامان اور باجے اور گانا بجانا شیطان کے ہتھیار ہیں۔ جن سے وہ لوگوں کو ورغلایا کرتا ہے۔ اسی لئے میں نے جماعت کو ہدایت کی تھی کہ سینما نہ دیکھا کرو۔ کیونکہ اس میں بھی گانا بجانا ہوتا ہے۔ پہلے یہ چیز تھیٹر میں ہوا کرتی تھی لیکن جب سے ٹاکی نکل آئی ہے سینما میں بھی یہ چیزیں آگئی ہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ بڑے پیمانے پر آئی ہیں۔ کیونکہ تھیٹر کا صرف ایک شو ہوتا تھا۔ جس میں بڑے بڑے ماہرین کو بلانا بہت بڑے اخراجات کا متقاضی ہوتا تھا۔ جس کو وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور پھر ایک شو صرف ایک ہی جگہ دکھایا جا سکتا تھا۔ مگر اب ایک سے ہزاروں فلمیں تیار کر کے سارے ملک میں پھیلا دی جاتی ہیں اور بڑے بڑے ماہر فن گویوں کو بلایا جاتا ہے اس لئے تھیٹر سے سینما کا ضرر بہت زیادہ ہوتا ہے۔

چند دن ہوئے مجھے ملتان سے ایک دوست کا خط آیا کہ احمدی نوجوانوں میں سینما دیکھنے کا رواج پھر بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اس کی روک تھام کی جائے۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ یہ نوجوان اتنے جاہل کیوں ہو گئے کہ انہیں اپنی تاریخ کا بھی پتہ نہیں اگر وہ پڑھے لکھے ہوتے اور انہیں تاریخ سے ذرا بھی واقفیت ہوتی تو انہیں معلوم ہوتا کہ بغداد بھی گانے بجانے سے تباہ ہوا ہے۔ جب ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کیا

تو بادشاہ کی اس وقت یہی آواز آتی تھی کہ گانے والیوں کو بلاؤ گانے والیوں کو بلاؤ۔ بغداد پر کوئی حملہ نہیں کرسکتا جو حملہ کرے گا وہ خود تباہ ہوجائے گا۔ لیکن جب اس سے کچھ نہ ہوسکا تو ہلاکو نے اپنا ایک آدمی اس کے پاس بھجوایا اور کہا کہ مجھے آکر ملو۔ مستعصم باللہ جو بغداد کا آخری بادشاہ تھا وہ ہلاکو کے اس پیغام پر اسے ملنے کے لئے گیا۔ ہلاکو خان نے اس کے پہنچتے ہی حکم دے دیا کہ اسے قتل کردیا جائے۔ پھر اس نے اس کے ولی عہد کو مار ڈالا اور اس کے بعد بغداد پر حملہ کرکے اٹھارہ لاکھ آدمی ایک دن میں قتل کردیئے۔ اور شاہی خاندان کے جو افراد وہاں تھے اس میں سے کوئی ایک فرد بھی نہ چھوڑا۔ سب کو ہلاک کردیا۔ تاکہ آئندہ تخت کا کوئی دعویدار کھڑا نہ ہو۔ غرض خلافت عباسیہ تباہ ہوئی تو گانے بجانے کی وجہ سے اسی طرح مغل تباہ ہوئے تو گانے بجانے کی وجہ سے۔ محمد شاہ رنگیلے کو ''رنگیلا'' کیوں کہا جاتا ہے۔ اسی لئے کہ وہ گانے بجانے کا بہت شوقین تھا۔ بہادر شاہ جو ہندوستان کا آخری مغل بادشاہ تھا وہ بھی اسی گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوا۔ انگریزوں کی فوجیں کلکتہ سے بڑھ رہی تھیں الہ آباد سے بڑھ رہی تھیں کان پور سے بڑھ رہی تھیں میرٹھ سے بڑھ رہی تھیں۔ سہارنپور سے بڑھ رہی تھیں اور بادشاہ کے حضور گانا بجانا ہو رہا تھا۔ آخر انہوں نے اس کے بارہ بیٹوں کے سر کاٹ کر اور خوان میں لگا کر اس کی طرف بھیجے کہ یہ آپ کا تحفہ ہے۔ کسی کا ایک بیٹا مر جاتا ہے تو وہ رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیتا ہے مگر بہادر شاہ کے بارہ بیٹوں کے سر کاٹ کر اس کی طرف بھیجے گئے اس نے درخواست کی تھی کہ میرا وظیفہ بڑھایا جائے۔ انگریزوں نے اس کے بارہ بیٹوں کے سر کاٹ کر اور خوان میں لگا کر اس کی طرف بھیج دیئے اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ یہ آپ کا بڑھا ہوا وظیفہ ہے۔

غرض تمام تباہی جو مسلمانوں پر آئی، زیادہ تو گانے بجانے کی وجہ سے ہی آئی ہے۔ اندلس کی حکومت گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوئی۔ مصر کی حکومت گانے بجانے کی وجہ سے تباہ ہوئی۔ مصر پر صلاح الدین ایوبی نے حملہ کیا تو فاطمی بادشاہ اس وقت گانے بجانے میں مشغول تھا۔..........

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے متعلق بڑا بھاری سبق دیا تھا مگر افسوس ہے کہ انہوں نے پھر بھی نصیحت حاصل نہ کی۔ دلی کی تباہی اس کی وجہ سے ہوئی۔ بغداد کی تباہی اس کی وجہ سے ہوئی۔ مصر کی تباہی اس کی وجہ سے

ہوئی۔ اندلس کی تباہی اس کی وجہ سے ہوئی اور یا تو وہ سارا ملک مسلمانوں کا تھا اور یا آج ایک ہی مسجد جو وہاں باقی ہے عیسائی اس کو بھی گرانے کی فکر میں ہیں۔ غرض مسلمانوں پر انتہا درجہ کا ظلم ہوا مگر اب بھی انہیں یہی شوق ہے کہ سینما دیکھیں اور گانا بجانا سنیں۔ وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ بڑا اچھا سینما آ گیا ہے جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہوتے ہیں کہ بڑا اچھا میراثی آ گیا ہے۔ غرض مسلمان برابر عیش و طرب میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی خدا تعالیٰ نے اس بات سے ڈرایا تھا اور فرمایا تھا کہ **یاتی علیکم زمن کمثل زمن موسیٰ (تذکرہ صفحہ ۴۶۲)** تجھ پر بھی ایسا ہی زمانہ آنے والا ہے جیسے موسیٰ پر آیا تھا۔ عام طور پر اس کے معنے سمجھے جاتے ہیں کہ جس طرح موسوی قوم کو فرعونی مظالم کا مقابلہ کرنا پڑا اسی طرح جماعت احمدیہ کو بھی مختلف ابتلاؤں سے گزرنا پڑے گا۔ لیکن ایک اور بات جس کی طرف اس الہام میں اشارہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ یہودی مرد اور عورتیں ناچنے گانے میں بڑی مشہور ہیں۔ پس اس الہام میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تیری قوم پر بھی ایک ایسا ہی زمانہ آنے والا ہے یعنی وہ بھی اپنے اصل فرض کو بھول کر گانے بجانے کی طرف توجہ کریں گی۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر تاریخ کی گواہی سے بھی کسی قوم کو ہوش نہیں آتا اور وہ اسی راستہ پر قدم مارتی جاتی ہے جس پر چل کر پہلے لوگ ہلاک ہوئے تو اس قوم کا مر جانا اس کی زندگی سے بہتر ہوتا ہے۔ میرے نزدیک ملتان کے سیکرٹری کو جس نے یہ چٹھی لکھی ہے مجھے لکھنے کی ضرورت نہیں تھی اسے چاہئے تھا کہ ساری جماعت کے سامنے مسجد میں اس نوجوان کو کھڑا کرتا اور اسے کہتا کہ وہ سب لوگوں کے سامنے یہ الفاظ کہے کہ میں اپنے اس فعل سے ساری جماعت کو تباہ کر دوں گا.......... میں احمدیت کو مٹا دوں گا کیونکہ جو کام میں کر رہا ہوں اس سے میں بھی مٹوں گا۔ اور احمدیت بھی مٹے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک خبیث سے خبیث منافق بھی یہ الفاظ کہنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ صرف یہی ہوسکتا ہے کہ وہ جماعت سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دے۔ لیکن ایسا شخص جماعت سے جتنی جلدی نکل جائے اتنا ہی اچھا ہے اور اس کے نکلنے سے ہمیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ بلکہ ہماری ترقی ہی ہوگی۔''

(الفضل 14 ستمبر 1958ء)
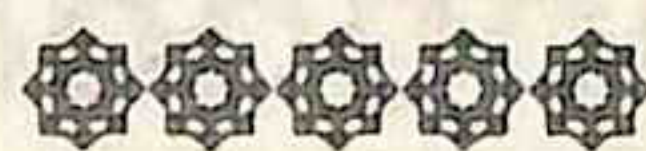
ساقی! پلٹ کہ رونقِ محفل نہیں رہی

شہرِ صنم اُداس ہے ہر کاخ و کو اُداس
مے خوار بھی اُداس ہیں' جام و سبو اُداس

سینے میں ہُوک اٹھتی ہے آنکھیں ہیں اشکبار
ہر تشنہ کام اِن دنوں ہے مُنہ بہ مُنہ اُداس

ساقی! پلٹ کہ رونقِ محفل نہیں رہی
اہلِ چمن اُداس ہیں ہر رنگ و بو اُداس

وہ شخص جس کے دم سے ملی تھی حیاتِ نو
اس شخص کے دیدار کی ہر آرزو اُداس

کچھ اس طرح سے چھائی ہوئی ہیں اُداسیاں
کوہ و دمن اُداس ہیں' ہر آبِ جو اُداس

تالے سے لگ گئے ہیں زبانوں پہ آجکل
اہلِ سخن اُداس ہیں' ہر گفتگو اُداس

ہم جس کے غم میں ہیں یہاں بیتاب و بیقرار
اے دل اسی کی یاد میں رہتا ہے تُو اُداس

کیا پوچھتے ہو دوستو کیا ڈھونڈتا ہوں میں؟
پھرتا ہوں دل پہ ہاتھ رکھے کو بہ کو اُداس

احسنؔ دعائے نیم شبی رنگ لائے گی
یہ شامِ غم نویدِ سحر دے کے جائے گی

(مکرم سید احسن اسماعیل صدیقی صاحب - گوجرہ)
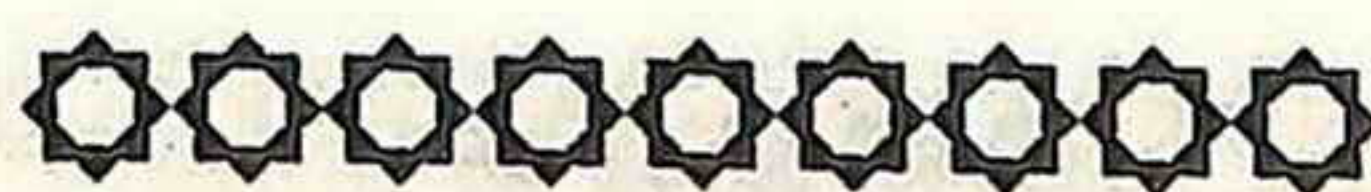
مالی قربانی کا نظام بھی خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہوسکتا ہے

نظام وصیت + نظام خلافت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل انٹرنیشنل کو "وصیت نمبر" شائع کرنے پر جو پیغام بھجوایا وہ ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔مدیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ کے ذریعے ایک ایسی جماعت قائم ہو جو صرف دنیا پر ہی نہ ٹوٹی پڑے بلکہ اس کو آخرت کی بھی فکر ہو کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ اس لئے ایسے اعمال بجالائے جائیں جو خاتمہ بالخیر کی طرف لے جانے والے ہوں۔ آپ نے اپنی ساری زندگی اس اہم کام میں صرف کی اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے مخلصین کی ایک جماعت تیار کی۔ دسمبر 1905ء میں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بار بار یہ خبر دی کہ قرب اجلک المقدر اور آپ کو ایک قبر دکھلائی گئی جو چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی اور بتایا گیا کہ یہ آپ کی قبر ہے، نیز آپ کو ایک اور جگہ دکھلائی گئی جس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا تو الٰہی اشاروں پر آپ کے ذہن میں ایک ایسے قبرستان کی تجویز آئی جو جماعت کے ایسے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور جنہوں نے دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور نیکیوں پر قدم مارنے والے بن گئے اور ایسی پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی کہ انہوں نے..... وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ:۔

"تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کی اشاعت..........اور..........احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔"

اس طرح آپ نے مالی قربانی کا ایک ایسا اہم نظام جاری فرمایا جو آپ کے ماننے والوں کے لئے تزکیۂ نفس کا بھی ذریعہ ہو۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت بھی ہو اور حقوق العباد کے سامان بھی ہوں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:۔

"ان اموال میں ان یتیموں اور مسکینوں اور..........کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔" (الوصیت)

آپ نے اپنی جماعت کے افراد کو اس مالی نظام میں شامل ہونے کی یوں تلقین فرمائی کہ تم اس وصیت کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ وہ قادر خدا جس نے پیدا کیا ہے دنیا اور آخرت کی مرادیں دے دے گا۔

پھر آپ نے فرمایا: ''بلاؤں کے دن نزدیک ہیں اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دے گا قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیں گے اور نیز یہ ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی معنوں مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے...... میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کرلوں بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی پاؤ گے۔''

نیز فرمایا: ''خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھا لو گے (یعنی اس نظام وصیت میں شامل ہو جاؤ گے اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی دل و جان سے کوشش کرتے رہو گے) تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے...... اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے...... تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کی توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں۔'' (الوصیت)

پس میرا تمام دنیا کے احمدیوں کے لئے یہ پیغام ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ان ارشادات کی روشنی میں آپ کی خواہشات کے تابع آگے بڑھیں اور مالی قربانی کے اس نظام میں شامل ہو جائیں۔ اپنی اصلاح کی خاطر اور اپنے انجام بالخیر کی خاطر اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے قدم آگے بڑھائیں اور اس کی جنتوں کے وارث بنیں۔ حضرت مسیح موعود کو ان برگزیدہ لوگوں کی قبریں بھی دکھائی گئیں جو اس نظام میں شامل ہو کر بہشتی ہو چکے ہیں۔ خدا نے آپ کے فرمایا کہ: ''یہ بہشتی مقبرہ ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمة. یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے۔''

پس جیسا کہ میں نے کہا کہ اس نظام میں پوری مستعدی کے ساتھ شامل ہوں۔ جو خود شامل ہیں وہ اپنے بیوی بچوں کو اور دوسرے عزیزوں کو بھی اس میں شامل کرنے کی کوشش کریں اور خدا کے مسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ میں اپنی اس خواہش کا اظہار پہلے بھی ایک موقع پر کر چکا ہوں کہ 2008ء میں جب خلافت احمدیہ کو قائم ہوئے انشاء اللہ سو سال پورے ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں ہر جماعت میں جو کمانے والے

افراد ہیں جو چندہ دہندہ ہیں ان میں سے کم ازکم پچاس فی صد ایسے ہوں جو حضرت اقدس مسیح موعود کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں اور یہ افراد جماعت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک حقیر سا نذرانہ ہوگا جو جماعت خلافت کے سو سال پورے ہونے پر شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوگی۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ نظام وصیت کا نظام خلافت کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود کو اپنی وفات کی خبروں پر جہاں جماعت کی تربیت کی فکر پیدا ہوئی اور آپ نے مالی قربانی کے نظام کو جاری فرمایا وہاں آپ نے جماعت کو یہ خوشخبری بھی دی کہ میری وفات کی خبروں سے غمگین مت ہو کیونکہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ ایک دوسری قدرت کا ہاتھ سب کو تھام لے گا۔

آپ نے فرمایا: ''تم میری اس بات سے...... غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔''

پس رسالہ الوصیت میں نظام خلافت کی پیشگوئی فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ ان دو نظاموں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور جس طرح نظام وصیت میں شامل ہو کر انسان تقویٰ کے اعلیٰ معیار اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے اسی طرح خلافت احمدیہ کی اطاعت کا جوا گردن پر رکھنے سے اس کی روحانی زندگی کی بقا ممکن ہے۔ مالی قربانی کا نظام بھی خلافت کے بابرکت سائے میں ہی مضبوط ہو سکتا ہے پس جب تک خلافت قائم رہے گی جماعت کی مالی قربانیوں کے معیار بڑھتے رہیں گے اور دین بھی ترقی کرتا چلا جائے گا۔

پس میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں نظاموں سے وابستہ رکھے۔ جو ابھی تک نظام وصیت میں شامل نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس میں حصہ لے کر دینی اور دنیوی برکات سے مالا مال ہو سکیں اور اللہ کرے کہ ہر احمدی ہمیشہ نظام خلافت سے اخلاص اور وفا کا تعلق قائم رکھے اور خلافت کی بقا کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور اپنی تمام ترقیات کے لئے خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور ان کو پورا کرنے کی توفیق دے اور سب کو اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے ہم سب کا انجام بالخیر فرمائے۔ آمین''

(الفضل انٹرنیشنل الوصیت نمبر 29 جولائی 2005ء)

❁❁❁❁❁❁❁❁
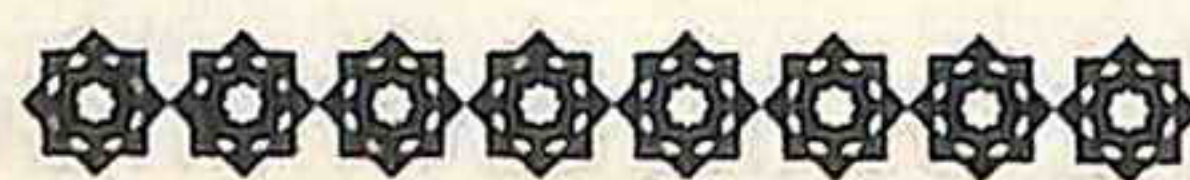
کے۔ٹو

سرورق کی تصویر کا تعارف (مکرم صباحت احمد چیمہ صاحب)

پاکستان میں واقع کے ٹو دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی ہے۔ یہ ہمالیہ کے سلسلہ قراقرم میں واقع ہے۔ اس کی اونچائی 8,611 میٹر (28,251 فٹ) ہے اور یہ سطح سمندر سے اونچائی کے لحاظ سے ماؤنٹ ایورسٹ کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔

تاریخ: اس پہاڑ کا سب سے پہلے 1856 میں ایک یورپین سروے ٹیم نے Henry Haversham Godwin-Austen کی سربراہی میں سروے کیا۔ اس ٹیم کے ایک ممبر Thomas Montgomerie نے اس چوٹی کے سلسلہ قراقرم میں دوسرے نمبر پر ہونے کی وجہ سے اس کا نام K-2 رکھا۔ اس کے ساتھ کی باقی چوٹیوں کے نام بھی پہلے K-1,K-3,K-4 اور K-5 رکھے گئے تھے۔ لیکن بعد ازاں ان کے نام بالترتیب Masherbrum, Broad Peak, Gasherbrum II اور Gasherbrum I رکھ دیئے گئے۔

ایورسٹ کی بلندی زیادہ ہونے کی باوجود کے ٹو کو سر کرنا زیادہ مشکل ہے۔ جون 2000ء تک صرف 189 افراد نے اسے سَر کیا جبکہ اس کے بالمقابل ایورسٹ کو 1900 کوہ پیماؤں نے سر کیا۔ 49 کوہ پیما اسے سر کرنے کی کوشش میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ صرف 1986 میں ایک شدید طوفان کی وجہ سے 27 میں سے 13 کوہ پیما اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اس چوٹی کے سر کرنے کی پہلی باقاعدہ کوشش 1902ء میں Oscar Eckerstein اور Aleister Crowlet نے کی۔ مگر خطیر رقم خرچ کرنے کے باوجود اس ٹیم کا کوئی ممبر بھی چوٹی تک نہ پہنچ سکا۔

بالآخر ایک اطالوی مہم 31 جولائی 1954ء کو اسے سر کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ اس مہم کے سربراہ Ardito Desio تھے۔ البتہ اس ٹیم کے صرف دو کوہ پیما Lino Lacedelli اور Achille Compagnoni ہی چوٹی تک پہنچ سکے تھے۔ اس ٹیم کے ایک ممبر مکرم کرنل محمد عطاء اللہ صاحب بھی تھے جو احمدی تھے۔ جو اس سے قبل 1953ء کی ایک امریکی ٹیم (ہیوسٹن کے سربراہی میں) کے ممبر بھی تھے جو طوفان کی وجہ سے چوٹی سر نہ کر سکی تھی۔

اطالوی مہم کے 23 سال بعد 1977ء میں Ichiro Yoshizawa کی سرکردگی میں دوسری ٹیم نے کامیابی سے چوٹی سر کی۔ اس جاپانی ٹیم نے اس مقصد کے حصول کے لئے 1500 سے زائد مزدور استعمال کیے۔

مشہور ہے کہ K-2 عورتوں کے لئے ناموافق ہے۔ Wanda Rutiewicz پہلی عورت تھی جس نے 1986ء میں یہ چوٹی سر کی۔ اس کے بعد کوشش کرنے والی پانچوں عورتیں ناکام ہوئیں۔ ان میں سے تین واپسی پر جاں بحق ہوگئیں۔ خود Rutiewicz 1992ء میں Kangchenjunga میں ہلاک ہوگئی۔ ■

'صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے'

(لئیق احمد ناصر چوہدری)

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ . اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ . (البقرۃ:154)

حضرت مصلح موعود اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے صبر کے معنے اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:-

اَلصَّبْرُ: صبر کے اصل معنے تو رکنے کے ہیں مگر اس لفظ کے استعمال کے لحاظ سے اس کے مختلف معانی ہیں۔ چنانچہ اس کے ایک معنے تَرْکُ الشَّکْوٰی مِنْ اَلَمِ الْبَلْوٰی لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی جب کوئی مصیبت اور ابتلا وغیرہ انسان کو پہنچے اور اس سے تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ کے سوا دوسروں کے پاس اس کی شکایت نہ کرنا صبر کہلاتا ہے۔ ہاں اگر وہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی بے کسی کی شکایت کرتا ہے تو یہ صبر کے منافی نہیں۔ چنانچہ لغت کی کتاب اقرب الموارد میں لکھا ہے۔ اِذَا دَعَا اللّٰہَ الْعَبْدُ فِیْ کَشْفِ الضُّرِّ عَنْہُ لَایُقْدَحُ فِیْ صَبْرِہٖ جب بندہ خدا تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے دور کرنے کے لئے دعا کرتا ہے تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس نے بے صبری دکھائی ہے۔

کلیات ابی البقاء میں لکھا ہے کہ صبر انسان کی ایک اعلیٰ درجہ کی صفت ہے اور مختلف حالات میں اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ اَمَّا فِی الْمُحَارَبَۃِ فَشَجَاعَۃٌ اگر لڑائی میں انسان استقامت سے کام لے اور مشکلات سے نہ گھبرائے تو اسے شجاعت کہتے ہیں۔ وَفِیْ اِمْسَاکِ النَّفْسِ عَنِ الْفُضُوْلِ اَیْ عَنْ طَلَبِ مَایَفْضُلُ عَنْ قَوَامِ الْمَعِیْشَۃِ فَقَنَاعَۃٌ وَعِفَّۃٌ اور اگر ضروریات زندگی سے زائد چیزوں کے متعلق انسان اپنی خواہشات کو ترک کر دے اور نفس کو روک لے تو اسے قناعت اور عفت کہتے ہیں۔

چونکہ صبر کے اصل معنے رکنے کے ہوتے ہیں اس لئے محققین لغت نے لکھا ہے کہ اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ صَبْرٌ عَلٰی مَاتَھْوٰی وَصَبْرٌ عَلٰی مَاتَکْرَہُ یعنی صبر کی دو قسمیں ہیں۔ جس چیز کی انسان کو خواہش ہو اس سے باز رہنا بھی صبر کہلاتا ہے اور جس چیز کو ناپسند کرتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ آ جائے اس پر شکوہ نہ کرنا بھی صبر کہلاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے صبر اصل میں تین قسم کا ہوتا ہے۔

(1) پہلا صبر تو یہ ہے کہ انسان جزع فزع سے بچے جیسے قرآن کریم میں آتا ہے وَاصْبِرْ عَلٰی مَآاَصَابَکَ (لقمان:18) تجھے جو کچھ تکلیف پہنچے اس پر تو صبر سے کام لے یعنی جزع فزع نہ کر۔

(2) دوسرے نیک باتوں پر اپنے آپ کو روک رکھنا یعنی نیکی کو مضبوط پکڑ لینا۔ ان معنوں میں یہ لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تُطِعْ مِنْھُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا (الدھر:25) اپنے رب کے حکم پر قائم رہ اور انسانوں میں سے گنہگار اور ناشکرگزار کی اطاعت نہ کر۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسقدر احکام قرب الٰہی کے حصول کے لئے دیئے گئے ہیں ان پر استقلال سے قائم رہنا اور اپنے قدم کو پیچھے نہ ہٹانا بھی صبر کہلاتا ہے۔

(3) تیسرے معنے اس کے بدی سے رکے رہنے کے ہیں۔ ان معنوں میں یہ لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (حجرات:6)

یعنی اگر وہ تجھے بلانے کے گناہ سے باز رہتے اور اس وقت تک انتظار کرتے جب تک کہ تو باہر نکلتا تو یہ ان کے لئے بہت اچھا ہوتا مگر اب بھی وہ اصلاح کر لیں تو بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(تفسیر کبیر البقرہ آیت 154)

دراصل صبر مومن کے لئے خیر اور بھلائی کا موجب ہوا کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا ہر معاملہ خیر پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے کہ اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجالاتا ہے اور یہی امر اس کے لئے خیر کا موجب ہو جاتا ہے اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہی امر اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔

(مسلم کتاب الزھد باب المومن امرہ کلہ خیر)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُس مسلمان کو دوسرے مسلمان سے افضل اور بہتر قرار دیتے ہیں جو صبر کا وصف اختیار کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مسلمان جو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف پر صبر کرتا ہے اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف پر صبر نہیں کرتا۔

(ترمذی۔ کتاب صفۃ القیامۃ)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی میں بارہا ایسے مواقع ملتے ہیں کہ جن میں آپ کی طرف سے صبر کا غیر معمولی نمونہ نظر آتا ہے۔ یہی مواقع ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا آپ پر جنگ اُحد سے زیادہ سخت دن بھی کبھی آیا ہے؟

اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تیری قوم سے بڑے مصائب پہنچے ہیں اور عقبہ والے دن (طائف کے سفر کے دوران) مجھے سب سے زیادہ تکلیف پہنچی تھی جب میں نے اپنا دعویٰ عبد یالیل بن کلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری خواہش کے مطابق مجھے جواب نہ دیا۔ پھر میں غمزدہ چہرے کے ساتھ قَـــرْنُ الثَّعَالِبْ نامی مقام تک آیا تو میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ میرے اوپر ایک بادل سایہ فگن ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس میں جبرائیل تھے پھر اس نے مجھے پکارا اور کہا ''اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کے تیرے بارہ میں تبصرے اور ان کے جوابات سن لئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ تو ان کے بارہ میں اسے جو چاہے حکم دے۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے پکارا' مجھے سلام کہا' پھر کہا اے محمد! آپ کو ان کے بارہ میں اختیار ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں ان پر یہ دونوں پہاڑ گرادوں تو میں ایسا کرنے پر تیار ہوں۔

مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' نہیں میں ان کو تباہ کرنا پسند نہیں کروں گا بلکہ میں اللہ تعالیٰ سے یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں سے ایسے لوگ پیدا کرے جو اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو بھی شریک نہ قرار دیں۔

(بخاری۔ کتاب بدء الخلق باب ذکر الملائکۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:۔

''تیرہ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا۔ اس عرصہ میں آپؐ نے جس قدر دکھ اٹھائے ان کا بیان بھی آسان نہیں ہے۔ قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی جاتی تھی اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر اور استقلال کی ہدایت ہوتی تھی اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا۔ اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر پہلے نبیوں کا سا نہ تھا کیونکہ وہ تو

ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے۔ اس لئے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر بہت ہی بڑا تھا کیونکہ سب سے اول تو اپنی ہی قوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالف ہوگئی اور ایذا رسانی کے درپے ہوئی اور عیسائی بھی دشمن ہو گئے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 153)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت سے صبر کے قسم کے معیار کی توقع رکھتے ہیں۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار اور برادری الگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بھائی بہن بھی دشمن ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے تم انبیاء و رسل سے زیادہ نہیں ہو۔ ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئیں اور یہ اسی لیے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقعہ ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو۔ پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء و رسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو۔ تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے، ورنہ چاہیے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اور اس وقت تک طلب میں لگا رہے کہ جب تک غرغرہ شروع ہو جاوے۔ جب تک اپنی طلب اور صبر کو اس حد تک نہیں پہنچاتا انسان بامراد نہیں ہو سکتا"۔

نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں شمولیت اختیار کر لی ہے ان سے دنگہ یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش سے مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا تو خود اسے شرم آ جاتی ہے اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے۔ صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 156-157)

پھر فرماتے ہیں:-

''وقت تو بہر حال گزر جاتا ہے۔ گوشت پلاؤ کھانے والے بھی آخر مر جاتے ہیں لیکن جو شخص تلخیاں دیکھ کر صبر کرتا ہے اس کو بالآخر اجر ملتا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی اس بات پر شہادت ہے کہ صبر کا اجر ضرور ہے۔

جو لوگ خدا تعالیٰ کی خاطر صبر نہیں کرتے ان کو بھی صبر کرنا ہی پڑتا ہے مگر پھر نہ وہ ثواب ہے اور نہ اجر۔ کسی عزیز کے مرنے کے وقت عورتیں سیاپا کرتی ہیں۔ بعض نادان مرد سر پر راکھ ڈالتے ہیں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی صبر کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور وہ سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ ایک عورت کا ذکر ہے کہ اس کا بچہ مر گیا تھا اور وہ قبر پر کھڑی سیاپا کر رہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو آپ نے اسے فرمایا تو خدا تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر۔ اس کمبخت نے جواب دیا کہ تو جا تجھ پر میرے جیسی مصیبت نہیں پڑی۔ بدبخت نہیں جانتی تھی کہ آپ تو گیارہ بچوں کے فوت ہونے پر بھی صبر کرنے والے ہیں۔ جب اس کو بعد میں معلوم ہوا کہ اس کو نصیحت کرنے والے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو پھر آپ کے گھر میں آئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ میں صبر کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی۔ صبر وہ ہے جو پہلے ہی مصیبت پر کیا جائے۔ غرض بعد میں خود وقت گزرنے پر رفتہ رفتہ صبر کرنا ہی پڑتا ہے صبر وہ ہے جو ابتداء ہی میں انسان اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیتا ہے۔ یہ بے حساب اجر کا

وعدہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہی مقدر ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 418-419)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مجلس کا ذکر ملتا ہے کہ جس میں حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹی صاحب نے حضور علیہ السلام کے پاس ایک شخص کو پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ شخص بہت سی گدیوں میں پھرا ہے اور بہت سے پیروں اور مشائخ کے پاس ہو آیا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے مذکورہ شخص کو مخاطب کر کے فرمایا:

"کہو کیا کہتے ہو۔"

شخص: حضور! میں بہت سے پیروں کے پاس گیا ہوں۔ مجھ میں بعض عیب ہیں۔ اول۔ میں جس بزرگ کے پاس جاتا ہوں۔ تھوڑے دن رہ کر پھر چلا آتا ہوں اور طبیعت اس سے بداعتقاد ہو جاتی ہے۔

دوم: مجھ میں غیبت کرنے کا عیب ہے۔

سوم:۔ عبادت میں دل نہیں لگتا اور بھی بہت سے عیب ہیں۔

حضرت اقدس علیہ السلام: میں نے سمجھ لیا ہے۔ اصل مرض تمہارا بے صبری کا ہے۔ باقی جو کچھ ہے اس کے عوارض ہیں۔ دیکھو انسان اپنے دنیا کے معاملات میں جبکہ بے صبر نہیں ہوتا اور صبر و استقلال سے انجام کا انتظار کرتا ہے۔ پھر خدا کے حضور بے صبری لے کر کیوں جاتا ہے۔ کیا ایک زمیندار ایک ہی دن میں کھیت میں بیج ڈال کر اسکے پھر کاٹنے کے فکر میں ہو جاتا ہے یا ایک بچہ کے پیدا ہوتے ہی کہتا ہے کہ یہ اسی وقت جوان ہو کر میری مدد کرے۔ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں اس قسم کی عجلت اور جلد بازی کی نظیریں اور نمونے نہیں ہیں۔ وہ سخت نادان ہے جو اس قسم کی جلد بازی سے کام لینا چاہتا ہے۔ اس شخص کو بھی اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھنا چاہئے۔ جس کو اپنے عیب عیب کی شکل میں نظر آجاویں ورنہ شیطان بدکاریوں اور بداعمالیوں کو خوش رنگ اور خوبصورت بنا کر دکھاتا ہے پس تم اپنی بے صبری کو چھوڑ کر صبر اور استقلال کے ساتھ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ بغیر اس کے کچھ نہیں ہے جو شخص اہل اللہ کے پاس اس غرض سے آتا ہے کہ وہ پھونک مار کر اصلاح کر دیں۔ وہ خدا پر حکومت کرنی چاہتا ہے۔ یہاں تو محکوم ہو کر آنا چاہئے۔ ساری حکومتوں کو جب تک چھوڑتا نہیں کچھ بھی نہیں بنتا۔ جب بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے تو وہ اپنی بہت سی شکائتیں بیان کرتا ہے مگر طبیب شناخت اور تشخیص کے بعد معلوم کر لیتا ہے کہ اصل میں فلاں مرض ہے وہ اس کا علاج شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح سے تمہاری بیماری بے صبری کی ہے۔ اگر تم اس کا علاج کرو تو دوسری بیماریاں بھی خدا چاہے تو رفع ہو جائیں گی۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اور اس وقت تک طلب میں لگا رہے کہ جب تک غرغرہ شروع ہو جاوے۔ جب تک اپنی طلب اور صبر کو اس حد تک نہیں پہنچاتا انسان بامراد نہیں ہو سکتا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 528-529)
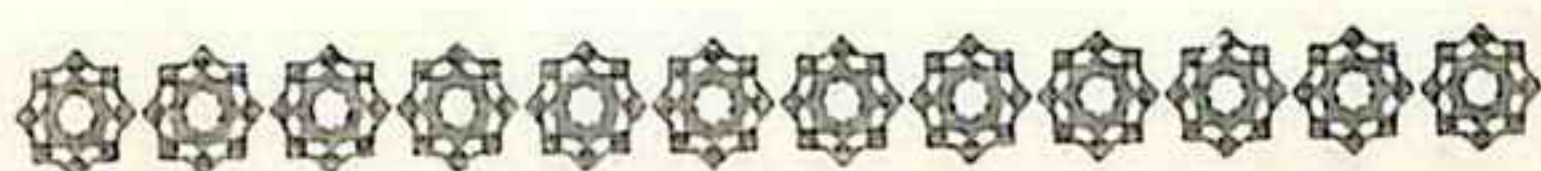
شمالی روشنیاں

(Aurora / Northern Lights)

(آر۔ایس بھٹی۔فاروق آباد)

اگر آپ موسم سرما کی راتوں میں زمین کے شمالی قطب کے قریب، آبادی کی روشنیوں سے دور ہیں تو ممکن ہے کہ آپ کو آسمان پر رنگ برنگ کے لہراتے بل کھاتے چمکدار پردے نظر آئیں۔ رات کے وقت آسمان پر قوس قزح تو نہیں ہوسکتی۔ یہ وہ روشنیاں ہیں جنھیں دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے سفر کر کے آتے ہیں۔ اور موسم سرما اور موسم بہار میں ان علاقوں میں لے جانے کے لئے ٹریولنگ کمپنیاں اور ریستوران خصوصی پیکج کا اعلان کرتے ہیں۔ رنگین روشنیوں کے یہ دھارے قطب جنوبی (Antarctic Pole) اور قطب شمالی (Arctic Pole) میں نظر آتے ہیں۔ جنوبی قطب میں یہ جنوبی قطبی روشنی (Australis/ Southern Lights) اور شمالی قطب میں شمالی قطبی روشنی (Aurora Borealis/ Northern Lights) (Aurora) کہلاتی ہیں۔ ان کا شمار عجائبات قدرت میں ہوتا ہے۔ دیومالائی کہانیوں میں 'اورا' صبح کی دیوی کو کہتے ہیں۔ ان روشنیوں کو عام طور پر ناردرن یا آرکٹک (Arctic) لائٹس کہا جاتا ہے، اگر چہ یہی روشنیاں قطب جنوبی میں بھی نظر آتی ہیں لیکن شمالی روشنیاں کہنے کی وجہ یہ ہے کہ بیسویں صدی میں انسان پہلی مرتبہ انٹارکٹکا کے علاقے میں پہنچا اور قطب جنوبی یا انٹارکٹکا کا علاقہ سنسان ہونے کی وجہ سے اس کے وہاں شواہد بیسویں صدی سے پہلے تک موجود نہیں تھے اور انسان نے اسے قطب جنوبی میں مشاہدہ نہیں کیا تھا۔

بہترین مقامات اور وقت

ارورا ایک طبیعاتی نظریہ ہے جو کہ عموماً زمین سے ۵۰ سے ۲۰۰ میل کی بلندی پر ہوتا ہے۔ اگر آپ دنیا کے نقشہ پر نظر دوڑائیں تو انتہائی شمال کی جانب آپ کو ایک آرکٹک سرکل (Arctic Circle) نظر آئے گا۔ یہ سرکل زمین کے نقشہ میں ۷۸ ڈگری شمال میں واقع ہے۔ جو شہر یا ممالک اس بیلٹ پر واقع ہیں ان میں عموماً یہ شمالی

روشنیاں یا اروہ را دکھائی دیتا ہے۔ مشہور مقامات میں ناروے کا ایک قصبہ Hammerfest ہے۔ Tromso بھی ایک اچھا شہر ہے۔ الاسکا کا قصبہ Fairbanks بہت مشہور جگہ ہے۔

اس کے علاوہ Murmansk ایک بہت ہی خاص شہر ہے یہ روس کے شمال میں برف سے آزاد قصبہ ہے۔ سردیوں میں بھی اس کا درجہ حرارت منفی ۸ سے نیچے کم ہی جاتا ہے۔ اس کی آبادی آدھا ملین ہے اور آرکٹک سرکل پر واقع یہ سب سے بڑا شہر ہے۔ اس لئے اسے آرکیٹک کیپٹل بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ لوگ اسے The Gates To The Arctic بھی کہتے ہیں۔ اس کی خوبصورتی ایک پورے مضمون کا تقاضا کرتی ہے۔ روسی لوگ اپنی چھٹیاں یہاں گزارنا پسند کرتے ہیں۔

بہترین وقت؛ عموماً رات کے پچھلے پہر سے لے کر صبح تک ان میں شدت ہوتی ہے۔ اور دسمبر سے مارچ تک کے مہینے بہترین ہیں۔ کیونکہ ان دنوں میں راتیں زیادہ لمبی اور آسمان زیادہ تاریک ہوتا ہے۔ ستمبر اور اکتوبر کے مہینے بھی اچھے ہیں۔

اگر آپ اروہ را دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے درست مقام کے علاوہ تین چیزیں چاہئیں سب سے پہلے، بغیر بادل کے صاف آسمان، پھر چھوٹے چاند والی تاریک رات (اگر چاند نہ ہو تو زیادہ بہتر ہے)، اور تیسری چیز ہے قسمت۔

شمالی روشنیاں کیوں پیدا ہوتی ہیں

یہ روشنیاں ہمارے سورج سے نکلتی ہیں۔ عظیم دھماکوں اور شعلوں کی وجہ سے شمسی ذرات بڑی بھاری تعداد میں سورج سے نکلتے ہیں۔ یہ ہائی انرجی پارٹیکلز ہوتے ہیں۔ انھیں پلازما بادل (plasma clouds) کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یہ بادل خلا میں ۳۰۰ سے ۱۲۰۰ کلو میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتے ہیں۔ اس قدر تیز رفتاری کے باوجود (ایک ملین کلومیٹر فی گھنٹہ سے زائد) انھیں زمین تک پہنچنے میں دو سے تین دن لگ جاتے ہیں۔ جب یہ شمسی آندھی زمین کی کرہ ہوائی تک پہنچتی ہے تو زمین کی مقناطیسی فیلڈ اسے پکڑ لیتی ہے اور اسے زمین کے دو مقناطیسی قطب کی طرف لے جاتی ہے یعنی قطب شمالی اور قطب جنوبی کی طرف۔ اپنے نیچے کی طرف سفر کے دوران جو کہ دونوں قطبوں کی طرف ہوتا ہے یہ زمین کے ہوائی کرہ سے ٹکراتے ہیں جو ان مہلک ذرات کو زمین تک پہنچنے سے روکنے کے لئے ایک مؤثر ڈھال فراہم کرتا ہے۔ کرۂ ہوائی سے ٹکراؤ کے دوران یہ شمسی ذرات گیس مالیکول سے ٹکراتے ہیں جس کی وجہ سے روشنی کا اخراج ہوتا ہے جب اسطرح کے بہت سے ٹکراؤ ہوتے ہیں تو اس وقت Aurora نظر آتا ہے۔ اورورالائٹس متواتر حرکت

میں ہوتی ہیں۔ان کے بارے میں مسلسل تحقیقات جاری ہے۔ بیسویں صدی تک سائنسدان ان روشنیوں کی کوئی توجیح پیش نہیں کر سکے تھے۔آج بھی ان پر متواتر تحقیق کی جاری ہے کہ یہ توانائی کا اخراج انسان کس طرح اپنے استعمال میں لاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے

ترجمہ:-وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھ جاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرماتے ہیں

''زمین سے ہر وقت کچھ نہ کچھ آسمان کی طرف بلند ہوتا رہتا ہے اور کچھ نہ کچھ نیچے اترتا رہتا ہے۔ کچھ تو ایسے بخارات وغیرہ ہیں جن کو واپس زمین کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔لیکن کچھ ایسی ریڈیائی اور مقناطیسی شعاعیں ہیں جو بلند ہو کر زمین کے دائرے سے نکل جاتی ہیں۔اسی طرح آسمان سے Meteores اور ریڈیائی شعاعوں کی زمین پر مسلسل بوچھاڑ ہورہی ہے۔اس کی بھی مسلسل تحقیق جاری ہے اور بہت کچھ معلوم ہو جانے کے باوجود آسمان سے اترنے والی اکثر شعاعوں کا سائنسدانوں کو علم نہیں ہوسکا۔یہ مضمون بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی انسان کے تصور میں بھی نہیں آسکتا تھا۔''

(ترجمۃ القرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، سورۃ الحدید)

درست پیش گوئی

آئندہ آپ ان روشنیوں کا بہترین نظارہ کب دیکھ پائیں گے؟اس سوال کا جواب آج کچھ ایسا مشکل نہیں رہا۔سائنسدان ان کے بارے میں کافی حد تک درست پیش گوئی کر لیتے ہیں۔ان روشنیوں کی پیش گوئی اور مشاہدہ بالکل موسم کی پیش گوئی کے مشابہ ہوتا ہے۔اسے خلا کا موسم (Space Weather) بھی کہا جاسکتا ہے۔یہ عموماً رات کے ساڑھے دس بجے کے قریب شروع ہوسکتی ہیں۔لیکن جو لوگ ان کو دیکھنا چاہتے ہیں انھیں چاہیئے کہ وہ انٹرنیٹ پر شائع ہونیوالی پیش گوئیوں کو متواتر دیکھتے رہیں۔ایک بہت اچھا ذریعہ جہاں سے یہ معلومات لی جاسکتی ہیں وہ spaceweather.com ہے اسکے علاوہ TodaysSpaceWeather.com سے بھی اگلے تین چار دنوں کی معلومات اور پیش گوئی معلوم کی جاسکتی ہے۔

زمین کی مقناطیسی فیلڈ میں وہ ہل چل کب ہوگی جو اروہ را کا باعث بنے؟ menetogram سے یہ معلومات حاصل کی جاتی ہیں جو کہ جیوفزیکل آبزرویٹریز میں موجود ہوتا ہے۔اور یہ جیوفزیکل آبزرویٹری فن لینڈ اور الاسکا میں کام کررہی ہیں۔سب سے بہترین پیش گوئی سیٹلائیٹ سے کی جاتی ہے جو کہ شمسی آندھی، سورج اور زمین کے درمیان sensing کررہا ہوتا ہے

اروہ را کا موجودہ دور میں ہونیوالا بہترین مظاہرہ

اس دور میں بہترین اورورا کا منظر ۶۔۷ اپریل ۲۰۰۰ء کی رات کو دیکھا گیا۔ اخبارات نے اس پر اپنے خصوصی شمارے جاری کئے Pekka Parviaivan جو کہ ایک فوٹو گرافر ہے اس کا کہنا ہے کہ اس نے ۱۹ فلمیں استعمال کر ڈالیں۔ یہ منظر ۲:۲۰ سے ۳:۰۰ بجے تک جاری رہا۔ عموماً اس قسم کا واضح خیرہ کن منظر گیارہ سالوں کے بعد ہوتا ہے۔ توقع ہے کہ آئندہ اس طرح کا مظاہرہ ۲۰۱۱ء یا ۲۰۱۲ء میں وقوع پذیر ہوگا۔

اروہ را میں روشنی کے ناچتے، لہراتے ربن آسمان پر گھنٹوں چمک سکتے ہیں۔ یہ چمکدار پردے سبز، پیلے، نارنجی گہرے سرخ رنگوں کے ہو سکتے ہیں۔ اور بعض اوقات رنگوں کا مکمل سپیکٹرم بھی دکھائی دیتا ہے۔ بل کھاتا ہوا (Twist) اروہ را عموماً ۱۰۔۱۵ منٹ میں غائب ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اوقات ایک تاج کی شکل کا اروہ را دکھائی دیتا ہے جس کے مرکزی نقطہ سے روشنیاں ہر طرف پھیل رہی ہوتی ہیں۔ سب سے کم نظر آنیوالا اروہ را سرخ رنگ کا ہے جو کہ ایک مرتبہ ۱۱ رفروری ۱۹۵۸ کو دکھائی دیا تھا اور ابھی تک زیر بحث ہے۔ رنگوں کا فیصلہ ان ایٹموں کی اقسام کرتی ہیں۔

نقصانات

اروہ را رنگ (ring) کی شکل کے علاقے میں ہوتا ہے۔ ایک شدید اروہ را کا ظہور زمین پر مختلف مسائل پیدا کرتا ہے۔ ایک اروہ را نظارے میں ۱۰۰۰،۰۰۰ میگا واٹ بجلی پیدا ہو رہی ہوتی ہے۔ جو کہ پاور لائن، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نشریات اور مواصلاتی رابطوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ بجلی کی پاور لائنوں میں سے زیادہ کرنٹ گزرنا شروع کر دیتا ہے جس سے ایک مکمل بلیک آؤٹ بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح شارٹ ویوز میں بھی انتشار ہو سکتا ہے۔ اروہ را سے الیکٹران نکلتے ہیں جو کہ الیکٹرونکس اور شمسی رابطوں کو خراب کر سکتے ہیں۔

✿✿✿✿✿✿✿
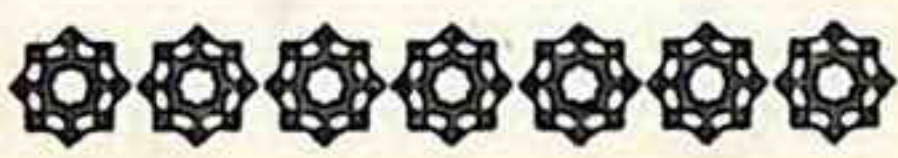
محبت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

”جس سے انسان کو زیادہ محبت ہو اس کی طرف سے زیادہ نصیحت کا وہ محتاج نہیں ہوتا بلکہ اس کے نمونہ کو دیکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں جماعت کے بعض دوست داڑھی منڈواتے تھے کسی نے حضور علیہ السلام سے شکایت کی کہ فلاں شخص داڑھی منڈواتا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تو ان میں اخلاص نہیں تو ہماری نصیحت کا ان پر کیا اثر ہو سکتا ہے اور اگر اخلاص ہے تو ہماری داڑھی کو دیکھ کر خود ہی رکھ لیں گے تو اصل بات یہ ہے کہ جس سے محبت ہو اس کا نمونہ باقی رہتا ہے“۔

(خطاب 25رجولائی 1941ء مطبوعہ الفضل 26رجولائی 1941ء)

چاہ زمزم

(مکرم محمود احمد منیر صاحب)

چاہ زمزم مکہ کی آبادی کا سب سے پہلا سبب تھا۔ جو کہ صدیوں سے بند ہو کر گم ہو چکا تھا۔ جب حضرت عبدالمطلب کے ہاتھ میں سقایۃ الحاج کا کام آیا تو انہوں نے ایک خواب کی بنا پر اس کھوئے ہوئے چشمہ کا نشان تلاش کرنا شروع کیا۔ اس سارے کا واقعہ کا ذکر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام اور ابن سعد میں اس طرح ملتا ہے کہ:-

''ایک دفعہ عبدالمطلب مقام حجر میں سو رہے تھے کہ خواب میں کسی نے زمزم کے کھودنے کا حکم دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ عبدالمطلب نے کہا میں مقام حجر میں سو رہا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہا، طیبہ کو کھودو میں نے پوچھا، طیبہ کیا چیز ہے؟ یہ سنتے ہی وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ دوسرا دن ہوا تو میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور سو گیا۔ پھر خواب میں اشارہ ہوا۔ کہا، برہ کو کھودو، میں نے پوچھا برہ کیا چیز ہے؟ یہ سنتے ہی اشارہ کرنے والا میرے پاس سے چلا گیا۔ تیسرا دن ہوا میں اپنی آرام گاہ میں آیا اور سو گیا۔ پھر اشارہ کرنے والا خواب میں آیا اور کہا مضنونہ کو کھودو۔ میں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے؟ پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب چوتھا روز ہوا میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور سو گیا تو وہ پھر میرے پاس خواب میں آیا اور کہا زمزم کھودو۔ میں نے پوچھا زمزم کیا چیز ہے؟ اس نے کہا جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی کم نہ ہوگا۔ وہ حج کرنے والے بڑے بڑے گروہوں کو سیراب کرے گا۔

ابن اسحاق نے کہتے ہیں کہ جب انہیں اس کے حالات بتادیئے گئے۔ اصل مقام کی رہنمائی کردی گئی اور انہوں نے جان لیا کہ وہ بالکل سچ ہے تو صبح کدال لی۔ ساتھ ان کا لڑکا حارث تھا، جس کے سوا اس وقت تک ان کے اور کوئی لڑکا نہ تھا، اور کھودنا شروع کیا۔ جب عبدالمطلب پر وہ چیزیں ظاہر ہوئیں جو اس میں تھیں تو انہوں نے تکبیر کہی اور قریش نے جان لیا کہ انہوں نے مقصد پالیا۔ چنانچہ وہ پاس آکر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اے عبدالمطلب! یہ باؤلی تو ہمارے باپ اسماعیل کی ہے۔ ہمارا بھی اس میں ضرور کچھ نہ کچھ حق ہے ہمیں بھی اس میں شریک کرلو۔ انہوں نے کہا: ایسا تو میں نہ کروں گا، یہ چیز تو

ایسی ہے کہ اس سے مجھے ممتاز کیا گیا ہے نہ کہ تمہیں۔

یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ جس وقت حضرت عبدالمطلب نے اس کنویں کی تلاش شروع کی اس وقت قریش نے بجائے مدد کرنے کے الٹا باپ بیٹے کا مذاق اُڑایا۔ حضرت عبدالمطلب نے اس وقت اپنی کمزوری پر شرم اور غیرت کے جوش میں آ کر نذر مانی کہ اگر خدا ان کو دس بچے دے گا اور وہ اس کی آنکھوں کے سامنے جوان ہو جائیں گے تو ان میں سے ایک کو وہ خدا کی راہ میں قربان کر دے گا۔ کچھ عرصہ کی محنت کے بعد جب پرانا چشمہ نکل آیا تو اس کے ساتھ ہی وہ دفینہ بھی برآمد ہو گیا جو قبیلہ جرہم نے مکہ چھوڑتے ہوئے اس میں دفن کر دیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد تمام قریش میں حضرت عبدالمطلب کی عظمت بڑھ گئی اور وہ ان کو اپنا واجب الاحترام سردار جاننے لگے۔

......ابن ہشام کہتے ہیں کہ زمزم کے کھودے جانے سے پہلے قریش نے مکہ میں بہت سی باؤلیاں کھودی تھیں۔ جیسا کہ زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحاق کی روایت ہم سے بیان کی ہے، عبدشمس بن عبد مناف نے الطوی نامی باؤلی کھودی جو مکہ کے بلند حصے میں محمد بن یوسف الثقفی کے گھر ''البیضاء'' کے پاس ہے۔ ہاشم بن عبد مناف نے بذر نامی باؤلی مقام المستنذر کے پاس کوہ خندمہ کے کونے پر اور شعیب ابی طالب کے دہانے پر کھودی۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جب یہ باؤلی کھودی گئی تو ہاشم نے کہا تھا میں یہ باؤلی ایسی بناؤں گا کہ اس کا پانی ہر شخص کو پہنچ سکے۔

ایک باؤلی سجلہ نامی بھی کھودی گئی یہ المطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کی تھی۔ جس کا پانی آج بھی لوگ پیتے ہیں۔ بنی نوفل کا بیان ہے کہ مطعم نے اسے اسد بن ہاشم سے خریدا تھا۔ بنی ہاشم کہتے ہیں کہ جب زمزم نکل آیا تو یہ باؤلی مطعم کو بطور تحفہ دے دی تھی۔ بنی ہاشم زمزم کی بدولت ان تمام باؤلیوں سے بے نیاز ہو گئے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی باؤلیوں کا ذکر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام میں ملتا ہے۔

ابن اسحاق نے کہتے ہیں کہ پھر زمزم پرانے تمام کنوؤں سے بڑھ گیا۔ حجاج اسی سے پانی پینے لگے۔ لوگ اسی کی طرف رجوع کرنے لگے۔ کیونکہ وہ مسجد حرام میں تھا اور اسے تمام پانیوں میں برتری حاصل تھی۔ یہ اسماعیل بن ابراہیم علیھما السلام کا کنواں تھا۔ بنی عبد مناف اسی کے سبب سے قریش اور سارے عرب پر فخر کرتے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام زیر ذکر حفر زمزم وما جری......وابن سعد زیر ذکر حفر زمزم)

برٹش لائبریری

(طارق حیات)

برٹش لائبریری جو کہ برطانیہ کا قومی کتب خانہ ہے اس کا شمار دنیا کے بڑے بڑے تحقیقی کتب خانوں میں ہوتا ہے جس میں تقریباً 150 ملین کتابیں موجود ہیں اور ہر سال 3 ملین نئی کتابیں اس ذخیرہ میں شامل کی جاتی ہیں۔ ان کروڑوں کتابوں کے علاوہ اس کتب خانے میں تاریخی کتابوں کا ایک عظیم خزانہ موجود ہے جو کہ 300 قبل مسیح تک کی کتابوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ 2004ء میں کتب خانے میں تقریباً 11.2 ملین مونوگرافز یعنی کہ وہ رسائل جو ایک ہی مضمون پر لکھے گئے ہوں موجود ہیں۔ کتب خانے میں ہر اس کتاب کی کاپی بھجوائی جاتی ہے جو کہ برطانیہ میں شائع ہوتی ہے اور اس کے علاوہ ہر اس کتاب کی کاپی بھی کتب خانہ میں پائی جاتی ہے جو کہ برطانیہ میں دوبارہ شائع ہوتی ہے۔

برٹش لائبریری جیسا عظیم کتب خانہ باقی دنیا کے کتب خانوں کے مقابلے میں کافی کم عمر ہے۔ 1973 میں اس کے قیام سے پہلے یہ کتب خانہ برٹش میوزیم کا حصہ تھا۔ بہت عرصہ تک کتابوں کا یہ خزانہ سینٹرل لنڈن کے احاطے میں موجود مختلف عمارتوں جیسے Chancery Lane، Bloomsbury، Holborn میں محفوظ رہا۔ برٹش لائبریری کی نئی عمارت کنگز کراس ٹیوب سٹیشن سے ملحقہ احاطے میں بنائی گئی ہے۔ بیسویں صدی میں بنائی گئی عوامی عمارتوں میں سے یہ برطانیہ کی سب سے بڑی عمارت ہے۔ اسکے باوجود اخبارات کے ذخائر اب تک بوسٹن سپا یورک شائر میں موجود ہیں۔

کتب خانے کے ٹھیک درمیان میں Kings Library کا سہ منزلہ کانچ کا برج ہے جس میں King George III کے زمانۂ حکومت یعنی 1763 سے لے کر 1820 تک چھپی ہوئی 65,000 کتابیں، کتابچے، دستاویزات اور نقشہ جات محفوظ ہیں۔

بہت سی اہم دستاویزات کتب خانے کے ایک خاص حصے میں رکھی گئی ہیں جس کا نام Treasures of the British Library یعنی ''برٹش کتب خانے کے خزائن'' رکھا گیا ہے۔ کتب خانے کا یہ خاص حصہ عوام کے لئے بغیر کسی فیس کے ہفتہ کے ساتوں دن کھلا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں اس حصہ میں دیگر مفید سامان کی نمائش بھی کی گئی ہے جن میں چھپے ہوئے مواد کے علاوہ قدیم آواز بندی بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کتب خانہ بہت سی عارضی نمائشوں کا بھی انعقاد کرتا ہے جن کا موضوع کچھ بھی ہوسکتا ہے۔

باقی مواد تک رسائی زیادہ تر Reading

Room میں کی جاسکتی ہے۔ ماضی میں اس کتب خانہ کا کردار محققین کے لئے آخری امید کا ساتھا، یعنی کہ وہ عمیق اور مخصوص علمی ذخائر جو کہیں اور دستیاب نہ ہوں وہ برٹش کتب خانے میں لازمی طور پر پائے جاتے تھے۔ لیکن آجکل اس کتب خانے نے نسبتاً جدید ذریعہ کا خیر مقدم کیا ہے اور ویب سائٹ کے استعمال کو زیادہ مؤثر بناتے ہوئے تا کہ ہر وہ شخص جو کوئی خاص تحقیق کرنا چاہتا ہے اسے شناخت اور حفاظتی جانچ پڑتال کے بعد ایک خصوصی Readers Pass دیا جاتا ہے۔ کتب خانے پر ایک نکتہ چینی یہ کی گئی ہے کہ اس کے Reading Room میں یونیورسٹی کے ان طالب علموں کو داخلہ کی اجازت دی گئی ہے جنہوں نے ابھی تک اپنی ڈگری مکمل نہیں کی۔ لیکن کتب خانے کی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ اس ایسے طالب علموں کو اجازت صرف اس صورت میں دی گئی ہے اگر وہ کتب خانے کو استعمال کرنے کے لئے کوئی مناسب ذاتی یا تحقیق کے ضمن میں اپنی ضرورت پیش کریں۔

ویب سائٹ کے مطابق ہر سال نصف ملین سے زائد لوگ کتب خانے کو استعمال کرتے ہیں۔ طویل و عریض Reading Rooms میں سینکڑوں بیٹھنے کی جگہیں ہیں جو ہر وقت محققین کے قبضے میں رہتی ہیں۔ مئی ۲۰۰۵ کے Readers Bulletin کے مطابق پچھلے مہینے میں Readers Room کے استعمال میں قابل غور اضافہ ہوا ہے۔ 2005 میں اس کا استعمال پچھلے تمام سالوں سے زیادہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔

کتب خانہ کے استعمال میں زیادتی کی وجہ سے اس کی خدمات کی مانگ میں اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے کلوک روم (cloak room) اور لاکر کی سہولیات کو استعمال کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

کتب خانے کا اخبارات کا حصہ شمالی لندن کے علاقے Colindale میں واقع ہے۔ کتب خانے میں 1840 سے لے کر آج تک برطانیہ اور آئرلینڈ میں چھپنے والے کم و بیش تمام اخبارات کے شمارے موجود ہیں۔ اس کی وجہ 1869 کا وہ قانون ہے جس کی رو سے کتب خانہ روزانہ چھپنے والے ہر اخبار کی ایک کاپی وصول کرنے کا مجاز ہے۔ لندن شہر کے بارے میں چھپنے والے شمارے اور اتوار کے دن کے شمارہ جات 1801 سے جمع کئے گئے ہیں۔ مجلد شماروں کی تعداد 660,000 ہے جبکہ مائکروفلمز کی ریلز کی تعداد 370,000 تک پہنچ چکی ہے۔ 54 کلو میٹر رقبہ میں بنائے گئے شیلوز کروڑوں اخبارات اور 52,000 عناوین کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

کتب خانے میں Oriental and India Office Collections (OIOC) بھی موجود ہے جس کو اب Asia Pacific and Africa Collections کہا جاتا ہے۔ یہاں پر ایشیائی اور شمالی اور شمال مشرقی افریقہ کی زبانوں میں چھپا ہوا مواد موجود ہے۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿

یہ آرزو تھی تجھے گل کے رُوبرو کرتے

خواجہ حیدر علی آتش

یہ آرزو تھی تجھے گل کے رُوبرو کرتے
ہم اور بلبلِ بیتاب گفتگو کرتے

پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبانِ غیر سے کیا شرحِ آرزو کرتے

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہیں جستجو کرتے

جو دیکھتے تری زنجیرِ زلف کا عالم
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے

نہ پوچھ عالم برگشتۂ طالعی آتش
برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

Food Club
COCOA
POWDER

Food Club
The Rich Chocolate Drink
that's best for Cooking

GO CDMA

GO CDMA

THE WLL PHONE SERVICE

FREE LOCAL CALL

NATION WIDE NIGHT FREE OFFER

Now Get Your GO Connection in Rs. 3500 with *Rs. 2500* Balance

(with unlimited validity)

- Local Mobile 2.12 / min
- NWD PTCL 1.99 / min
- Free SMS
- USA, CANADA, EUROPE 2.99/ min
- SAUDI ARABIA 7.99/ min

MALIK COMMUNICATION

OPP. MULTAN ARTS COUNCIL MULTAN.

GO No: 8020202 - 4784433.

Manager: Rana Tariq

GO No: 8000555

زین رحیم شال

بابر آٹوز

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (المصلح الموعود)

خدا تعالیٰ ھمیں احسن رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

منجانب

قائد مجلس وعاملہ

میرا بھڑ کا ضلع میر پور AK

ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ
تعالیٰ بنصرہ العزیز کی درازیٔ عمر اور
صحت وسلامتی کے لئے دعا گو ہیں

منجانب
قائد مجلس و عاملہ کلاس والا
ضلع سیالکوٹ

***

زیورات کی عمدہ ورائٹی کے ساتھ

ریلوے روڈنزد یوٹیلیٹی اسٹور ربوہ

فون

دُکان:047-6214214,6216216

گھر:047-6211971

موبائل:0333-6711430,0301,7960051

WORKING TO IMPROVE YOUR SMILE

DR. NOMAAN NASIR & ASSOCIATES

DENTAL SPECIALISTS

Experts at: DENTAL IMPLANTS, FIXED BRACES, TOOTH WHITENING, COSMETIC DENTISTRY, CROWNS, BRIDGE etc.

ISLAMABAD CLINIC

MEZ # 3

SAFDAR MENSION

BLUE AREA

PH # 2201681

RAWALPINDI CLINIC

28-E SATELLITE TOWN

RAWALPINDI

PH# 4413449

ذائقہ

ہم حضور کی درازیٔ عمر اور آپ کی قیادت میں عالمگیر جماعت کی ترقیات کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

قائد مجلس واراکین عاملہ

گنڈ اسنگھ والا

ضلع فیصل آباد

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"۔

(المصلح الموعود)

خدا تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں جماعت احمدیہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

منجانب

قائد و عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ

علاقہ فیصل آباد

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"۔

(المصلح الموعود)

تمام احباب جماعت کو جلسہ سالانہ UK کے بابرکت انعقاد پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ آمین

منجانب

قائد و عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ

دارالحمد ضلع فیصل آباد

خلافت جوبلی کا روحانی پروگرام

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلّہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

3- سورۃ الفاتحہ۔ (روزانہ کم از کم سات مرتبہ پڑھیں)

4- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ. (2:251) (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

5- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ. (3:9) (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

6- اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ. (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں کرتے ہیں (یعنی تیرا رعب ان کے سینوں میں بھر جائے) اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

7- اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: میں بخشش مانگتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اس کی طرف۔

8- سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ. (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

ترجمہ: اللہ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ اللہ پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر۔

9- مکمل درود شریف۔ (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

Monthly
KHALID
Editor:
Mansoor Ahmad Nooruddin
August 2006
Regd. CPL # 75/FD